نام اور ہماری زندگی

ترتیب و تدوین

نسرین منہاس

www.ksars.org

فہرست

نام اور ہماری زندگی 3

نام کیا ہے؟ 11

اسمائے حسنہ 35

بچوں کے نام کب رکھے جائیں 41

نام کس سے رکھوائے جائیں؟ 48

مختلف حروف پر رکھے جانے والے ناموں کے اثرات 52

نام کن حروف پر رکھے جائیں 61

www.ksars.org

شفیق احمد

نام اور ہماری زندگی

نام تشخص کو ظاہر کرتے ہیں اس لئے ان کے ذریعے ایک دوسرے سے متعارف ہونے کا سلسلہ ابدی ہے۔ اس کثرت اور عمومیت کی وجہ سے شاید بھول کر بھی کبھی یہ خیال کرنے کی ضرورت پیش نہیں آتی کہ نام کی بھی کوئی اہمیت ہے۔ صرف انسان ہی نہیں، اس کائنات کی ہر چیز کا کوئی نہ کوئی نام ہے۔ یہ سب کے سب نام انسانی زبانوں میں ہیں۔ انسان ہی ان کو مقرر کرتا ہے اور ان کو حافظے میں محفوظ رکھتا ہے۔ نیز وہی ان سے مستفید ہوتا ہے۔ یہی نہیں بحیثیت مجموعی اس پوری کائنات کا مطالعہ کیا جائے تو صاف معلوم ہوتا ہے کہ انسان ہی اس کائنات کا جزو اعظم ہے۔ اور شاید اسی لئے اس کائنات سے اس کا تعلق بھی نہایت گہرا ہے۔ لیکن یہ تعلق کیا ہے اور نام سے انسان کی غیر معمولی وابستگی کی وجہ کیا ہے؟ یہ معلوم کرنے کے لئے ہمیں انسان اور کائنات کے موضوع کا مطالعہ نہایت گہری نظر سے کرنا ہوگا۔

یہ کائنات جس میں انسان آباد ہے۔ لاتعداد اشیاء اور بے شمار مخلوقات پر مشتمل ہے۔ بظاہر نہایت قدیم نظر آنے والی یہ کائنات نہ تو ہمیشہ سے ہے اور نہ ہی ہمیشہ باقی رہے گی۔ یہ کائنات نہ ہی اتفاقاً وجود میں آگئی ہے جیسا کہ دہریوں کا گمان ہے اور نہ ہی اس کا وجود بلا مقصد ہے۔ اسباب و علل کے علاوہ نظم کائنات کا یہ تسلسل جس عظیم ترین قدرت کی نشاندہی کر رہا ہے۔ اسی عالی مرتبت ہستی کو اللہ کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ اسی کی صفات میں سے ہے کہ اس کی ذات تھی جب کچھ نہ تھا۔ (کان اللہ ولم یکن شی) اور یہ کہ وہ ہوگی جب کچھ نہ ہوگا۔ اس کی مبارک و تعالیٰ ہستی وہ ہے جس نے اس کائنات کا بمعہ تمام مخلوقات و اشیائے عالم کے ایک مقررہ معینہ مدت کے لئے خلق کیا ہے اور جو کچھ بھی اس نے پیدا فرمایا ہے بے کار و عبث پیدا نہیں فرمایا۔ جیسا کہ اُس نے خود ارشاد فرمایا:

وما خلقنا السما والارض وما بینھما باطلاً۔ (القرآن)

www.ksars.org

یعنی اور ہم نے آسمان اور زمین اور جو کچھ ان کے مابین ہے، بے مقصد پیدا نہیں کیا ہے۔ اگرچہ وما بینھما میں انسان بھی شامل تھا اور اس کی استثناء کی کوئی وجہ بھی نہیں ہو سکتی تھی لیکن پھر بھی خصوصیت کے ساتھ اسے مخاطب کر کے جتلایا گیا۔

افحسبتم انما خلقنکم عبثا۔(القرآن)

یعنی تو کیا تم کو یہ گمان ہے کہ ہم نے تمہیں بے کار ہی پیدا کر دیا ہے۔ یہی نہیں بلکہ مزید تنبیہہ کا یہ اسلوب بھی اختیار فرمایا گیا۔

أَيَحۡسَبُ ٱلۡإِنسَٰنُ أَن يُتۡرَكَ سُدًى۔(القرآن)

یعنی کیا انسان بھی یہ گمان کر سکتا ہے کہ اسے پیدا کر یونہی معطل چھوڑ دیا جائے گا؟

بلاشبہ کوئی وجہ نہ تھی کہ انسان اس مربوط نظام کائنات کو دیکھتے ہوئے اور حقائق عالم کے ان کھلے انکشافات کے باوجود تخلیق کائنات کی مقصدیت کا انکار کرتا اور اس کے ابطال کا خطرہ اس کے دل میں گزرتا۔ اس لئے اس نے اعتراف کیا:

ربنا خلقت هذا باطلاً۔(القرآن)

یعنی اے پروردگار بیشک تو نے کسی بھی چیز کو بیکار پیدا نہیں فرمایا ہے۔

مقصد تخلیق

جب اتنا معلوم ہو گیا کہ کائنات کی تخلیق کی کوئی غایت ہے اور تمام غایات میں سب سے عظیم اور اصل الاصول غایت وہ ہے جس کے تحت انسان کو خلق کیا گیا ہے تو یہ معلوم کرنے کے لئے کہ وہ مقصد جلیل کیا ہے جس کے لئے اس مہتم بالشان انسانی مخلوق کو خلق کیا گیا ہے۔ ہمیں دیکھنا یہ ہو گا کہ دوسری مخلوقات کے مقابلہ میں انسان کن مابہ الامتیاز خصوصیات کا حامل ہے۔

چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ ضعیف الجثہ ہونے کے باوجود انسان مجملہ تمام مخلوقات مثل حیوانات، نباتات، جمادات، پہاڑوں، سمندروں اور فضاؤں پر حکمرانی کر رہا ہے۔ کائنات کی ہر شے اس کی مطیع و تابع فرمان نظر آتی ہے اور وہ جس شے کو جس طرح چاہتا ہے تصرف میں لے آتا ہے۔ گویا انسان کائنات کا وہ باجبروت فرماں روا ہے۔ جس کے سامنے تمام مخلوقات کی حیثیت ایک بے بس محکوم کی سی ہے۔ سیادت و حکومت کا یہ شرف اگرچہ انسان کے لئے باعث فضیلت ہے لیکن اس کی اس فضیلت کا انحصار اس عقل و فہم سلیم پر ہے جو اس کی رہبری کرتی

www.ksars.org

ہے۔ یہی وہ جوہر ہے جو اس کے پرور دگار نے اسے عنایت فرمایا اور یہی وہ منصب سیادت و امانت ہے جس کے لئے اسے خلق کیا گیا ہے۔ جیسا کہ قرآن مجید میں بیان فرمایا گیا ہے:

إنا عرضنا الأمانة على السماوات والأرض والجبال فأبين أن يحملنها وأشفقن منها وحملها الإنسان إنه كان ظلوما جهولا ۔(القرآن)

یعنی ہم نے اس امانت کو آسمانوں، زمین اور پہاڑوں پر پہلے پیش کر کے دیکھا تھا لیکن ان سب نے اس کے اُٹھانے سے انکار کر دیا اور ڈر گئے۔ لیکن انسان نے اس کو اٹھالیا۔ بلاشبہ وہ ظلومی و جہولی تھا۔

معلوم ہوا کہ تخلیق انسانی کا مقصد اس بار امانت کی تفویض تھا جس کو اُٹھانے سے آسمان و زمین کی ہر مخلوق انکار کر چکی تھی اور جسے انسان نے بلا جھجک اُٹھالیا۔

آیت امانت کی روشنی میں یہ بات ثابت ہوگئی کہ سوائے انسان کے کوئی بھی مخلوق عکسِ اسمائے الہیہ کی امانت قبول نہ کر سکی۔

آسمان بار امانت نتو انست کشید

قرعہ فال بنام من دیوانہ زدند

جو بار آسمان و زمیں سے نہ اُٹھ سکا

تو نے غضب کیا دل شیدا اُٹھا لیا

حاؔفظ

تمام مخلوق عالم کا بار امانت اُٹھانے سے گریزاں ہونے کا صاف مطلب یہی تھا کہ وہ اس سے عاجز ہیں اور اس کی صلاحیت نہیں رکھتے۔ جبکہ انسان کا بغیر کسی پس و پیش کے اسے اُٹھالینے سے صاف ظاہر ہے کہ اس میں قبول امانت کی صلاحیت و اہلیت اور استعداد موجود تھی۔

انسان کا تعلق ایک ایسی مخلوق سے تھا جس میں ایک طرف تو مٹی اور گارے کی ظلمانیت تھی کیونکہ اسی سے اس کو پیدا کیا گیا تھا تو دوسری طرف **نفخت فيه من روحی** کی نورانیت بھی موجود تھی۔ نورانیت و ظلمانیت کے اسی امتزاج نے انسان کو گویا ایک ایسا آئینہ بنا دیا تھا جس میں قبولیت عکس اسما کی پوری صلاحیت موجود تھی بقول غاؔلب

لطافت بے کثافت جلوہ پیدا کر نہیں سکتی

چمن زنگار ہے آئینہ بادِ بہاری کا

www.ksars.org

یہ اسی آئینہ کا کمال تھا کہ ارذل مادہ تخلیق سے پیدا کی جانے والی یہ مخلوق افضل المخلوقات قرار پائی۔ اسی آئینہ کی بدولت انسان کا تاریک خانہ ہستی علم اسماء کے نور سے مستنیر ہوا وہ اخلاق الٰہیہ سے متصف ہوا اور مظہر ذات و صفات ہو کر اس عالمین کو ورطہ حیرت میں ڈال دیا۔ یہی جلوہ آرائی تھی کہ انسان صاحب لولاک ہوا۔ معرفت الٰہی کے اسی مقام پر فرشتوں نے لا علم لنا یعنی ہمیں ہی نہیں، کہا اور انسان کی برتری کے مقر ہوئے۔ جس کے اقرار کے طور پر انہیں امر سجدہ ریزی ہوا۔

فقعوا له ساجدين (القرآن)

یعنی پس گر پڑو سجدے میں

فسجد الملائكة كلهم أجمعون (القرآن)

یعنی سارے کے سارے فرشتوں نے (آدم) کو سجدہ کیا

تو مرد میداں ، تو میر لشکر

نوری حضوری تیرے سپاہی

(اقبال)

اس شرف و برتری کا ثبوت فراہم ہو گیا تو نعمت و اعزاز کے طور پر مرحمت خداوندی کا اعلان اس طرح فرمایا گیا:-

إنا جعلناك خليفة في الأرض (القرآن)

یعنی اے آدم ہم تمہیں زمین پر نیابت و خلافت کا منصب جلیل عنایت فرماتے ہیں۔

کیسے عظیم اور روح پرور لمحات تھے جب سرِ سردار آدم پر وستار خلافت وسیادت باندھی گئی، پروانہ نیابت عطا فرمایا گیا اور انسان کو مسجود ملائک ہونے کا شرف حاصل ہوا، لیکن غور کیجئے تو اس شرف و بزرگی میں انسان کا اپنا کمال و جمال کچھ بھی نہیں۔ ؎

جمال ہم نشیں درمن اثر کرد

وگر نہ من ہماں خاکم کہ ہستم

www.ksars.org

لیکن چونکہ کمال و جمال کے اظہار کا ذریعہ بننے کا شرف نوری و ناری حاصل کرنے سے عاجز رہے تھے اس لئے مظہریت کے اس محل کو دیکھ کر خود خلاق ازل نے ناز فرمایا اور خلقت آدم کو احسن تقویم سے تعبیر فرمایا:

لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم(القرآن)

یعنی البتہ تحقیق کہ ہم نے انسان کو بڑے ہی اچھے انداز پر پیدا فرمایا ہے۔

اس تاریخی موقعہ پر ابلیس کی مایوسی کا منظر اگر سامنے رکھا جائے اور اس کے اس اعتراض پر غور کیا جائے:

انا خیر منه خلقتنی من نارو خلقته من طین(القرٖان)

یعنی میں آدم سے بہتر ہوں کیونکہ تو نے مجھے اس مٹی کے اسفل مادہ تخلیق کے مقابلہ میں جس سے تو نے آدم کو بنایا ہے آگ کے اعلیٰ مادے سے خلق کیا ہے۔

تو اس کا یہ اعتراض غلط نہ تھا کیونکہ اول تو آدم کو مٹی ہی سے پیدا کیا گیا تھا۔

ولقد خلقنا الانسان من سلسال من حما مسنون(القرآن)

یعنی اور تحقیق کہ ہم نے انسان کو بجتی ہوئی مٹی سے جو کہ سڑے ہوئے گارے کی بنی ہوئی تھی پیدا کیا ہے۔

دوسرے یہ کہ مادہ تخلیق کے اعتبار سے مٹی واقعتاً آگ کے مقابلہ میں اسفل وارذل تھی۔ لیکن بارگاہ خداوندی میں اول تو عرض و معروض کا طریقہ ہی گستاخانہ تھا کیونکہ اس میں کبر و غرور نمایاں تھا حالانکہ کبریائی سوائے خدا کہ کسی کو زیبا نہیں۔ اس لئے کہ کفر پر پہلے ہی دلیل قائم بھی کی گئ:

ابی واستکبرو کان من الکافرین(القرآن)

یعنی ابلیس نے تکبر کیا اور کافروں میں شمار کر لیا گیا۔

دوسرے یہ کہ آدم کی خلقت میں صرف مٹی اور گارا ہی تو نہ تھا بلکہ اس میں وہ جوہر روح خداوندی میں بھی تو شامل تھا جس نے آدم کو یہ فوقیت و تفوق بخشا تھا:

نفخت فبه من روحی(القرآن)

یعنی اور جب میں اس (آدم) میں اپنی روح میں سے کچھ پھونک دوں۔

یہ اور بات ہے کہ ابلیس نے آدم کے اس نور و ظہور کو دیکھنا ہی گوارا نہ کیا جو ان کی پیشانی میں چمک رہا تھا اور نہ ہی امر خداوندی کا لحاظ رکھا جو بایں ہمہ جملہ دلائل و براہین پر فوقیت رکھتا تھا۔

www.ksars.org

ہر چند کہ آدم مسجود ملائک بنا امین امانت ٹھہرا اور خلافت ارضی اسے سونپی گئی لیکن چونکہ اس میں مٹی اور گارے کی اسفلیت وظلمانیت موجود تھی اور اس کو اس کے دشمن ابلیس نے تاڑ بھی لیا تھا اس لئے یہ اسی کا تقاضہ تھا کہ شجر ممنوعہ کے قریب چلے جانے کا واقعہ پیش آیا اور اسے عالم ملکوت کی نورانیت وروحانیت سے محجوب ہو کر عالم ناسوت کی ظلمانیت کا منہ دیکھنا پڑا۔

ثم رد د نا ہ اسفل سافلین (القرآن)

یعنی پھر ہم نے انسان کو نیچوں سے نیچے پھینک دیا۔

پھر کیا تھا فخر واعزاز کا ہر سامان ہوا ہو گیا۔ جسے سب سے اعلیٰ ہونے کا صداقت نامہ جاری کیا گیا تھا اب پستی اور ذلت کے انتہائی آخری مرتبہ پر پہنچ گیا۔ عالم بالا کی نورانیت سے محجوب ہو جانا بہت بڑی محرومی تھی اس لئے ندامت وپشیمانی کا احساس نہایت شدت سے دامن گیر ہوا اور آدم محجوب ومہجور کی یہ دلگداز پکار بار گاہ رب العزت کے در وبام سے ٹکرانے لگی:

ربنا ظلمنا انفسنا و ان لم تغفرلنا و ترحمنا لنکونن من الخسرین (القرآن)

یعنی اے ہمارے پروردگار ہم نے ہی خود کو تیرے نور رحمت سے محجوب کر لیا۔ اگر تو ہماری خطا سے در گزر نہ کرے گا اور ہم پر اپنی سابقہ رحمت کو بحال نہ فرمائے گا تو ہم بھی دوسرے محجوبوں کی طرح ہو جائیں گے۔

یہ وہ موقع نہیں تھا جب آدم خلافت ودستارِ فضیلت کی فکر کرتے بلکہ یہ ایسا موقع تھا کہ جب قربت وحضوری پرورِدگار سے محروم ہو جانے والا عاشق بعد وحجاب کی آگ میں جل رہا تھا اور شبانہ روز کی گریہ وزاری کے سوا اسے کسی چیز سے کوئی سروکار نہ تھا۔ تا آنکہ دروازہ رحمت کھولا گیا ضابطہ بخشش ورحمت سے آگاہ فرمایا گیا اور وسیلہ و توسل کا طریقہ تعلیم فرمایا گیا:

فتلقی آدم من رب کلمت فتاب علیه (القرآن)

یعنی پھر آدم نے اپنے پروردگار سے چند کلمات سیکھ لئے پس ان کی توبہ قبول فرمالی گئی۔

القصہ آدم پر اپنی نعمتوں کو بحال فرمانے کے بعد ایمان وعمل صالح کی شرط پر اللہ تعالیٰ نے انسان کو شرفِ قبولیت بخشا۔

الاالذین امنو وعملو الصلحت (القرآن)

یعنی سوائے اللہ کے جو باایمان اور صالح العمل رہیں۔

www.ksars.org

گویا عالم اسفل میں آجانے کے بعد اب نئی احتیاطوں کا حکم دیا جارہا تھا کہ اب تمام اعزازات و عطیات اور نورانیت و روحانیت عالم بالا اسے بہرہ مندی صرف انہی لوگوں کو نصیب ہوگی جو جسم اسفل کے تقاضوں پر کان نہ دھریں گے اور خواہشاتِ نفسانی سے رکے رہیں گے۔ چنانچہ فرمایا گیا:

ونهى النفس عن الهوى فان الجنة هى الماوى (القرآن)

یعنی اور جس نے اپنے آپ کو خواہشات نفسانی سے روکے رکھا تو یقیناً اب جنت انہی کا مستقر ہوگی۔ ان احتیاط و تدابیر کا حکم اس لئے دیا گیا تاکہ عالم ناسوت کی ظلمانیت عقل سلیم کی نورانیت کو پھر مسلوب و محجوب نہ کردے کیونکہ جو امانت اسے سونپی گئی ہے اور جس کے لئے اسے خلق کیا گیا ہے اس کی حفاظت اسی وقت ہو سکتی ہے اور انسان امور خلافت کی ادائیگی اسی وقت کر سکتا ہے جب اس کی ملکوتی نورانیت اس کی ناسوتی ظلمانیت پر غالب آجائے۔

علم اسماء

انسان کا سرمایہ فضیلت علم ہے جو عقل کا تقاضہ ہے اور علم اس لئے وجہ شرف ہوا کہ اس سے معرفت حاصل ہوتی ہے۔ لیکن جس چیز سے علم و معرفت کا دروازہ کھلتا ہے اور بالآخر جس سے معرفت کا حصول ممکن ہوتا ہے وہ ہے علم اسماء اور یہی وہ علم ہے جو اللہ تعالیٰ نے آدم کو سکھایا تھا:

وعلم آدم الا اسماء كلها(القرآن)

یعنی اور آدم کو سب کے سب نا سکھا دیئے گئے۔

یہاں یہ سمجھ لینا چاہیئے کہ آدم ابو البشری کا نام نہیں ہے بلکہ اس پوری مخلوق کا نام ہے جو آدمی کہلاتی ہے اور جو آدم ہی سے پھیلی تھی۔

فطرت آدم میں تھی اللہ کیا نشوونما
ایک مٹھی خاک یوں پھیلی کہ دنیا ہو گئی

کیونکہ یہ آدمیت سے مشتق ہے اگرچہ نسل انسانی مختلف جغرافیائی خطوں میں آباد ہے اور بود و باش و بُعد مکانی کے علاوہ ان کے درمیان زبان و بیان کے بھی شدید اختلافات موجود ہیں لیکن جو علم اسے عطا گیا گیا ہے وہ ہر کہیں اس سے پورا پورا استفادہ کرتا ہے یہی وجہ ہے کہ جمہور علماء اور مفسرینِ قرآن آیت بالا کی تفسیر میں اس بات پر اتفاق ہے کہ:

www.ksars.org

علمه جميع اسمآء السميات بكل الغات

یعنی آدم کو تمام مسمیات کے نام پر لغت اور ہر زبان میں سکھا دیئے گئے تھے۔

ذات ہو کہ صفات کائنات کی ہر شے جو نام رکھتی ہے، انسان اس سے آگاہی حاصل کرتا ہے یہی آگاہی اس کا علم ہے۔ نام ہی ہیں جن سے کائنات میں رنگ ہے اور جن کی بدولت انسان کا اس کائنات سے ایک خاص رشتہ و تعلق ہے۔ وہ قدم قدم پر ان سے وابستہ ہے۔ علم انہی سے حاصل ہوتا ہے۔ انہی سے بڑھتا ہے اور انہیں کے ذریعے قائم رہتا ہے۔ خالق ہو کہ وہ ہر ایک کو انہی کے ذریعے سے جانتا اور پہچانتا ہے۔

الغرض دنیا کے تمام منطقوں، خطوں، براعظموں، بڑے سمندروں، بحیروں، خلیجوں، دریاؤں، جھیلوں، ممالک، شہروں ، محلوں ، نباتات، حیوانات، جمادات، اجرام فلکی، طبقات جنت و دوزخ ، عرش و کرسی، لوح و قلم، سدرۃالمنتہیٰ، عالم ناسوت ہو کہ عالم لاہوت و باہوت، تمام خلقتوں، امراض وادویہ، رنگوں، ذائقوں، جو اس علوم و فنون، کتابوں، مشینوں، اوقات پہروں اور موسموں اور جملہ علوم فنون وغیرہ گویا کہ اس کائنات کی ہر شے کے اپنے اپنے نام ہیں۔ یہ نام مختلف زبانوں میں مختلف ہیں جن سے ان کی شناخت اور تمیز کی جاتی ہے۔

غور کیا جائے تو واضح ہو گا کہ اس پوری کائنات میں سوائے انسان کے یہ کسی اور کا درد سر نہیں ہے کہ ان ناموں کو مقرر کرے، یاد رکھے اور ان سے کام لے۔ انسان کا تعلق اس کائنات سے چونکہ نہایت گہرا اور حقیقی و قریبی ہے اور یہ تعلق نہ صرف جسمانی ہے بلکہ علمی وروحانی بھی ہے اس لئے علم اسماء اسی کا حق تھا جو اُسے اس کے پروردگار نے مرحمت فرمایا۔ یہی علم انسان کے لئے باعثِ فضیلت قرار پایا۔

www.ksars.org

نام کیا ہے؟

اسم یا نام وہ علامت ہیں جس کے ذریعے ہم مسمّٰی کی تمیز کرتے ہیں۔ اس کا تعارف حاصل کرتے ہیں، اس کا ہیولیٰ اپنے ادراک میں قائم کرتے ہیں، اس کو فہم میں متعین کرتے ہیں خیال میں تصور کرتے ہیں وہم میں حاضر کرتے ہیں، فکر میں ترتیب دیتے، عقل میں موجود کرتے اور قوت حافظہ میں اسے محفوظ کرتے ہیں تا کہ فکر اس کا تعمل کر سکتے اور مسمّٰی کو شناخت کیا جاسکے۔

نام ہر معلوم و موجود شے کے لئے مشار الیہ ہوتا ہے جو اپنے مسمّٰی کی تخصیص و تعریف کا آلہ و ذریعہ ہوتا ہے اور یہ مقصد نام کے علاوہ کسی اور طرح حاصل نہیں ہو سکتا۔ ہر چند کہ اسم مسّمی کے تعارف و تخاطب کا ذریعہ اور وسیلہ ہے لیکن یہ ضروری ہے کہ وہ مہمل اور بے معنی نہ ہو کیونکہ صرف و نحو کے مطابق اسم ایسے کلمے کو کہا جاتا ہے جو اپنے معنی آپ بتاتا ہو۔ اس لئے اسم کا اپنے موسوم سے کوئی نہ کوئی وصفی تعلق ضرور ہونا چاہیئے تا کہ نام کا مقصد بطریق احسن حاصل ہو سکے۔

نام کے ان اوصاف کو سامنے رکھ کر اگر ہم انسانی ناموں کا جائزہ لیں تو صرف وہی نام درست قرار پائیں جو اس معیار پر پورے اترتے ہوں۔ چانچہ رسول اللہ ؐ کا ارشاد گرامی ہے۔

ترجمہ:- اللہ کے نزدیک پیارے نام عبد اللہ اور عبد الرحمان ہیں اور ناموں میں سچے نام حارث اور ہمام ہیں۔

اس ارشاد نبوی میں ناموں کی اسی صداقت کا اظہار فرمایا گیا ہے چنانچہ عبد اللہ و عبد الرحمان اور اسمائے حسنیٰ پر رکھے جانے والے ایسے نام دوسرے تمام ناموں میں عبد اور بندہ پرور دگار ہونے کی صداقت موجود ہوتی ہے، کیونکہ ہر شخص خدا کا بندہ ہے۔ اسی طرح حارث اور ہمام کو سچے نام کہا گیا ہے کیونکہ حارث، حرث سے بنا ہے جس کے معنی کسب کے ہیں اور ہمام ہم سے بنا ہے جس کے معنی ارادے کے ہیں۔ ظاہر ہے کہ یہ دونوں کی دونوں صفات تمام انسانوں میں مشترک ہیں، لہٰذا ایسی تمام صفات جو انسانوں میں بالاشتراک پائی جاتی ہیں۔ ان پر مبنی نام اگر رکھے جائیں تو انہی ناموں کو حقیقی اور سچے ناموں سے تعبیر کیا جائے گا اور بالاتفاق ایسے تمام ناموں کو رد کرنا پڑے گا جو ان صداقتوں کے بر خلاف اور منافی ہوں۔

www.ksars.org

یہ درست ہے کہ ذات شے متعدد اور گوناگوں صفات کی حامل ہوتی ہیں اور کوئی بھی ایک نام جملہ اوصاف و محاسن کا مظہر نہیں ہو سکتا اور یہ بھی صحیح ہے کہ تمام نام کسی شے کے ہو سکتے ہیں جو اس کی صفات کے علیحدہ علیحدہ مظہر ہوں لیکن جیسا کہ معلوم ہے کہ نام کسی شے کے تمیز و تعارف کا محض ایک ذریعہ ہوتا ہے اور وہ ایسا جمال ہوتا ہے جس کی تفصیل مسمی پر موقوف ہوتی ہے چنانچہ ذات شے کے تشریح و تفصیل بیان کرنا نام کا منصب نہیں ہے کیوں کہ اسم کا کام صرف مسمی کی تخصیص کرنا جبکہ موصوف کو بیان کرنا نام کا منصب نہیں ہے۔ یہ ہو سکتا ہے کہ ایک اسم ذاتی ہو جس سے ذات شے کی تعین کی جائے اور دوسرے اسمائے صفاتی ہوں جو اوصاف شے کے مظہر ہوں۔ کیونکہ شخصیت کا اعتبار اس کی ذات اور صفات کے دونوں پہلوؤں سے کیا جاتا ہے۔

جب تک کائنات کا وجود قائم ہے اور انسان موجود ہے نام بھی برقرار رہیں گے۔ انسان اور اس کا تمام علم نام ہی سے عبارت ہے۔ یہی نام کی غیر معمولی اہمیت ہے اور اسی کو علم اسماء سے تعبیر کیا گیا ہے جس کو سرشت آدم میں رکھا گیا تھا۔ انہی ناموں کی بدولت معرفت ذات الٰہی اور علم اشیاء انسان کو حاصل ہوتا ہے جس کے ذریعے وہ اپنے منصب خلافت ارضی کے مقاصد کی تکمیل کرتا ہے اور کائنات کے حقائق و معارف کی جملہ تفصیلات و جزیات کا ناموں کے اجمال کے ذریعے سے احاطہ کرتا اور ذہن میں محفوظ رکھنے کا اہل ہوتا ہے۔

نام زبان رکھتے ہیں

نام۔۔۔ جس کے ذریعے ہم ذات شے کی معرفت حاصل کرتے ہیں اور اس سے متعارف ہوتے ہیں گو بظاہر خاموش نظر آتے ہیں لیکن حقیقت اس کے برعکس ہے۔ ہر نام جو چند آوازوں یعنی حروف پر مشتمل ہوتا ہے اپنے اندر معانی و معرفت کا ایک بحر بیکراں لئے ہوتا ہے۔ بظاہر بجان نام اپنے اندر زندگی کا سیل رواں رکھتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ہم نام سے موسوم کی حقیقت و کیفیت تک جا پہنچتے ہیں۔ اگر نام صامت اور بے جان ہوتے تو علم الاسماء۔ جو انسان کا طرہ فضیلت تھا، انسان کے کچھ کام نہ آتا۔

نام لفظ ہوتا ہے۔ لفظ حروف سے بنتے ہیں اور حروف آوازوں کی علامت ہوتے ہیں۔ یہ آوازیں مقاصد کی عکاسی کرتی ہیں اور یہی مقاصد ان کے معانی ہوتے ہیں۔ آوازوں کی زیر و بم حروف در حروف اور ان کے معانی و مفاہیم کی گوناگونی کا ذریعہ بنتا ہے۔ ابتداءً علم اسماء انہی آواز و معانی پر مشتمل تھا جو آدم علیہ السلام کو ودیعت کیا گیا تھا اور جن کے ذریعے اہل جنت باہم گفتگو کرتے تھے۔ زمین پر آنے کے بعد بھی یہی زبان افہام و تفہیم کا ذریعہ رہی۔

www.ksars.org

حضرت ادریس علیہ السلام کے بعد اس میں تغیر و تبدل شروع ہو گیا۔ ہوتے ہوتے سینکڑوں زبانیں وجود میں آ گئیں اور اصل اور ابتدائی زبان کی اصلی ہیئت نظر سے ایسے او جھل ہو گئی کہ اب اس کا تصور بھی ممکن نہ رہا۔

زبانوں کے مطالعہ سے اندازہ ہوتا ہے دور موجودہ میں قدیم ترین زبانوں میں سے صرف سنسکرت رہ گئی ہے جو کسی حد تک اس زبان سے قریب ترین ہے جو آدم علیہ السلام اور بعد کے لوگ بولتے تھے جبکہ باقی زبانیں بڑی حد تک اپنی قدیم ہیئت کو تبدیل کر کے نئے لبادے اوڑھ چکی ہیں پھر بھی مفہوم و معانی کا تعلق کسی نہ کسی طرح اس قدیم زبان سے ضرور قائم رہتا ہے جس کا علم ہر ذی روح لے کر پیدا ہوتا ہے۔ چنانچہ انسانی بچہ جو اس دنیا کے کسی بھی علاقے یا خطے میں پیدا ہوتا ہے اور جو ابھی دودھ پیتا ہے "اغ، اُغ" کہتا ہے۔ دودھ کا اشارہ لفظ "بوبو" سے سمجھتا ہے۔ یا رفع حاجت کے لئے "ع ع" کہتا ہے یا کسی خوشنما چیز کو "م م" پکارتا ہے۔ اگرچہ ہم اپنی قدیم موروثی زبان کو فراموش کر کے ان الفاظ کو بے معنی اور مضحکہ خیز سمجھتے ہیں لیکن اگر اس کی حقیقت دریافت کریں تو معلوم ہو گا کہ "اغ" کا تعلق انسان کی ازلی و روحانی زبان کی رو سے رفعت و لطف و شفقت کے معنی میں ہے اور یہ ذکر خداوندی ہے گویا "یا علی یا رفیع یا حنان یا لطیف" اسی طرح "بو" کے معنی اس زبان میں کھانے پینے کی میٹھی چیز کے ہیں اور چونکہ اس زبان میں "ع ع" پلیدی نکالنے کے معنی استعمال ہوتا ہے اس لئے رفع حاجت کی اطلاع بچہ اسی لفظ سے کرتا ہے۔ لفظ "مو" چھوٹی سی پیاری چیز کو کہا جاتا ہے اس لئے بچہ پسندیدہ شے کو اس لفظ سے ادا کرتا ہے جس کی وجہ یہ ہے کہ طفلی کے اس عہد میں بچہ پر روح غالب ہوتی ہے اور وہ جو کچھ بولتا ہے وہ خدا کی ودیعت کردہ اسی روحانی زبان کے مطابق بولتا ہے جسے انسان نے بتدریج نہایت متغیر اور تبدیل کر دیا ہے۔

اس قدیم زبان کے اندازے کے لئے اگر ہم اپنے مروجہ حروف تہجی کو سامنے رکھیں تو اندازہ ہو گا کہ ہر حروف کے مفتوح یا مکسور یا مضموم ہونے سے معانی و مفاہیم میں کتنا فرق پڑ جاتا ہے اور زیر و بم کے لحاظ سے یہ زبان کتنی عظیم تھی جسے پہلے انگریز نے اپنی تن آسانی کے لئے مختصراً چند حروف میں تبدیل کر دیا ہے۔

ا۔ یعنی ہمزہ، اگر مفتوح ہو تو اس سے تمام اشیاء کی طرف اشارہ ہوتا ہے یا متکلم کا اشارہ اپنی ذات کی طرف ہوتا ہے۔ مضموم ہو یعنی تو قریب ترین کسی کم شے کی طرف اشارہ ہوتا ہے اور اگر مکسور ہو یعنی تو ایسی چیز کی طرف اشارہ ہوتا ہے جو مناسب طور پر کم ہو۔

ب۔ اگر مفتوح ہو تو اس سے مراد انتہائی باعزت یا انتہائی بے عزت چیز ہوتی ہے مکسور ہو تو مراد وہ شے ہو گی جو ذات میں داخل یا داخل ہونے والی ہے۔ اگر مضموم ہو تو یہ ایسا اشارہ ہے جس کے ساتھ قبض بھی پایا جاتا ہے۔

www.ksars.org

ت۔ اگر مفتوح ہو تو اس سے مراد چند کثیر و عظیم ہے۔ اگر مکسور ہو تو مراد وہ مصنوع ہو گا جو ظاہر ہو۔ اگر مضموم ہو تو وہ چیز جو قلیل اور ظاہر ہو۔ یہ علامت کبھی اجتماع چیز کی بھی ہوتی ہے۔

ث۔ اگر مفتوح ہو تو یہ اشارہ ہے روشنی یا تاریکی کی طرف۔ اگر مضموم ہو تو مراد ہو گا کسی چیز کا کسی چیز سے زائل ہونا اگر مکسور ہو تو مراد ہو گا ایک چیز کا دوسری چیز پر مقرر ہونا۔

ج۔ اگر مفتوح ہو تو مطلب ہو گا ایسی بھلائی جو کبھی زائل نہ ہو۔ یا اس سے قبل یا بعد کوئی حرف بھی ہو تو ایسی صورت میں مراد ہو گی نبوت یا ولایت۔ اگر مضموم ہو تو کھانے کی اچھی چیز یا لوگوں کے فائدے کی چیز مراد ہو گی اگر مکسور مراد ہو گی بھلائی یا نور کی کمزوری۔

ح۔ مفتوح سے مراد اشیا کا احاطہ اور سب پر شمولیت۔ اگر مضموم ہو تو آدمیوں یا کسی چیز کا بکثرت و عدد، ہونا مراد ہو گا۔ مکسور ہو تو وہ عدد مراد ہو گا جو ذات میں داخل ہو یا ذات ان کی مالک ہو۔

خ۔ مفتوح سے مراد کمال درجہ کا طول ہے مضموم ہو تو وہ کمال جو حیوانوں میں ہو اور اگر مسکور ہو تو وہ کمال جو جمادات میں ہے۔

د۔ مفتوح سے مراد وہ شے جو ذات سے خارج ہو مضموم سے مراد وہ قلیل و قبیح شے جس کے ساتھ غصہ بھی ہو اور اگر مکسور ہو تو وہ شے جو ذات کے قریب ہو یا اس میں داخل ہونے کو ہو مراد ہوتی ہے۔

ذ۔ مفتوح ہو تو مراد وہ شے ہے جو ذات کے اندر ہے مگر باعظمت شے۔ مضموم ہو تو وہ شے مراد ہے جو فی نفسہ کرخت و عظیم یا قبیح ہو۔ مسکور ہو تو وہ قبیح شے مراد ہے جس کے بعد غصہ نہ آئے۔

ر۔ مفتوح ہو تو مراد ظاہرہ و باطنی بھلائیاں، مضمون ہو تو مراد تنہا اور ظاہر شے سے ہے اور مکسور ہو تو مراد روح مجرد یا غیر انسانی کوئی اور ذی روح۔

ز۔ مفتوح ہو تو وہ شے جس سے احتراز کیا جائے۔ مضموم ہو تو مثل کبائر کے قبیح چیزیں اور مکسور ہو تو مراد صغائر و شبہات ہیں۔

س۔ مفتوح سے مراد چیزوں کی خوبیاں، مضموم سے مراد کفر یا ظاہری و باطنی علت اور مکسور ہو تو ذات کا مفر اور اس کا راز مسل عقل کامل وغیرہ۔

ش۔ مفتوح سے مراد ایسی رحمت جس کے بعد عذاب ہو۔ مضموم سے مراد قابل تعظیم شخص یا آنکھوں کو دکھ دینے والا تنکا مکسور ہو تو قلب میں پوشیدہ شے یا وہ شے جسے روندا جائے مگر وہ ظاہر نہ ہو۔

www.ksars.org

ص۔ مفتوح سے مراد وہ زمین جس پر اللہ کا غضب ہو یا جس پر نبات نہ ہو، مضموم سے مراد زمین کی پیداوار اور مکسور ہو تو تمام طبقات زمین یا وہ ذات جس میں کوئی خوبی نہ ہو۔

ض۔ مفتوح سے مراد صحت ہے یا تکلیف کا نہ ہونا۔ مضموم ہو تو وہ شے جس میں قطعاً ظلمت یا نور نہ ہو۔ مکسور سے مراد خشوع و خضوع۔

ط۔ مفتوح سے مراد ذات جو جنس و ذات کے اعتبار سے پاک و صاف ہو۔ مضموم سے مراد انتہا درجے کی خبیث شے اور مکسور ہو تو مراد ساکن طبع یا جسے ساکن رہنے کا حکم دیا گیا ہو۔

ظ۔ مفتوح ہو تو مراد شے عظیم جس کے ساتھ اس کی ضد نہ وہ جسے شرفا میں جو دونی اور یہود میں کھوٹ اور دھوکہ مضموم ہو تو مراد وہ قبیح نفسانی تحریک جس کے پیچھے چلا جائے۔ مکسور ہو تو مراد وہ نقصان وہ چیز جس کے نقصان کو محسوس کیا جائے۔

ع۔ مفتوح سے مراد کسی کا آنا یا کوچ کر جانا یا قبول کرنے والی چیز۔ مضموم سے مراد وہ ساکن جو اس کی ذات میں ہے جس پر اس کے وجود کا دارومدار ہے یا وہ چیز جو اپنے ارادے کے مطابق نفع و ضرر پہنچائے۔ مکسور ہو تو مراد ذاتی خبث ہے۔

غ۔ مفتوح سے مراد ایسی نگاہ جو شے کی حقیقت تک پہنچ جائے، یا وہ چیز جو قریب آنے والی شے کو دور کرے، مضموم سے مراد اسمائے حسنیٰ میں سے کوئی اسم جمالی و رحمت یا مراد مہربانی و تعظیم یا کمال عزت، مکسور ہو تو مراد نامعلوم چیز۔

ف۔ مفتوح سے مراد معروف گندگی یا معاصی وغیرہ۔ مضموم سے مراد خبث زائل کرنے کے لئے اور مکسور سے مراد ذات اور جس پر مشتمل ہو اور کبھی اس کے ساتھ قلت کا اظہار بھی ہوتا ہے۔

ق۔ مفتوح سے مراد تمام خوبیوں کو اپنے اندر جمع کرنا یا جمیع انوار۔ اگر مضموم ہو تو اصل آفرینش یا علم قدیم، مکسور سے مراد دولت۔

ک۔ مفتوح سے مراد حقیقت عبودیت کاملہ، مضموم سے مراد غلام و مملوک قبیح اور مکسور سے مراد بندگی کا ہماری طرف منسوب ہونا۔

ل۔ مفتوح سے مراد عظیم شے یا متکلم کا بہت بڑی شے کا حاصل کرنا، مضموم سے مراد لا انتہا شے۔ مکسور سے مراد اپنی ذات کی طرف مع اضطراب اشارہ۔

www.ksars.org

م۔ مفتوح سے مراد تمام کائنات، مضموم سے مراد چھوٹی سی پیاری شے۔ اور مکسور سے مراد ذات کا ظاہری و باطنی نور۔

ن۔ مفتوح سے مراد وہ خیر جو ذات کے اندر ساکن اور روشن ہو۔ مضموم سے خیر کامل یا نور بسیط مکسور سے وہ شے جو متکلم کو حاصل۔

و۔ مفتوح ہو تو مراد رگیں انگلیاں وغیرہ چیزیں جو انسان کے اندر جال کی طرح پھیلی ہیں۔ مضموم انسان سے مختلف اشیاء مثلاً افلاک و پہاڑ وغیرہ مکسور سے مراد وہ پھیلی ہوئی چیزیں جو ناپسندیدہ ہوں مثلاً آنتیں وغیرہ۔

ہ۔ مفتوح سے بے انتہا پاک رحمت۔ مضموم ذات باری کا نام ہو اور مکسور سے مراد وہ نور جو اجسام موتین سے نکلے۔

ی۔ مفتوح سے ندا یا تکید مراد ہے، مضموم سے بیقرار شے، مکسور سے مراد وہ شے جس سے حیا کی جائے یا شرمگاہ۔

نام اور اسلامی تعلیمات

دین اسلام چونکہ مکمل دستور حیات ہے اور بلالحاظ زمان و مکان، ہر دور اور کرہ ارضی کے ہر خطے کے لئے انسانیت کی رہنمائی اور ہدایت کے لئے بھیجا گیا ہے۔ اس لئے اس نے انسانی زندگی کے ہر گوشہ پر روشنی ڈالی ہے اور ایسے جامع اور اکمل اصول و قوانین مرتب کئے ہیں۔ جو فطرت انسانی کے عین مطابق اور نہایت ہی احسن ہیں۔ اگر ان اصول و قوانین کی پابندی کی جائے تو نہ صرف ترقی و کامرانی کے اعلیٰ مدارج پر انسان فائز ہو سکتا ہے بلکہ دنیا میں اسے سکینت و اطمینان قلت کی دولت میسر آنے کے علاوہ وہ آخرت میں بھی نجات اور لازوال شادمانی حاصل ہو سکتی ہے۔ اسلام رہبانیت کے بجائے معاشرتی زندگی کا داعی ہے، اس لئے اس نے انسانی زندگی کے دونوں پہلوؤں حقوق اللہ العباد کو اس طرح مربوط و متوازن رکھا ہے کہ ایک کے بغیر دوسرے کی تکمیل نہیں ہو سکتی ہے۔ اس لئے فوز و کامیابی کا انحصار اس پورے اجتماعی عمل پر رکھا گیا ہے جو پوری انسانی زندگی پر محیط ہو۔

انسانی زندگی میں نام چونکہ غیر معمولی اہمیت رکھتے ہیں اس لئے دوسرے معاملات کے ساتھ ساتھ اسلام نے ان پر بھی روشنی ڈالی ہے اور ان کے حسن و قبیح پر اپنا مخصوص نقطہ نظر پیش کیا ہے۔ چنانچہ بعث نبویؐ سے قبل چونکہ عملاً تمام الہامی مذاہب کی عملداری ختم ہو چکی تھی اور انسانی معاشرہ ابتری اور بے راہ روی کا شکار ہو چکا تھا۔

www.ksars.org

اس لئے کفر و شرک الحادوندقہ اور اخلاقی پستی کا براہ راست اثر ناموں پر بھی پڑا۔ ایام جاہلیت کے ان ناموں کا مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ انسانوں کی بستی پر گویا شیاطین قابض تھے۔ اس لئے آنحضرتؐ نے تبلیغ و اشاعت دین کے سلسلہ میں جہاں ایک ایک کر کے جاہلیت کے دوسرے آثار مٹائے وہاں ان غیر اسلامی، مشرکانہ اور ناشائستہ ناموں کی اصلاح کی طرف بھی بطور خاص توجہ فرمائی آپؐ نے ان ناموں کی قباحتوں سے آگاہ فرمایا۔ ان کو اچھے ناموں سے تبدیل فرمایا اور لوگوں کو اچھے نام رکھنے کی تعلیم دی۔ یہی نہیں بلکہ آپؐ نے ناموں کا قوی تشخص قائم فرمایا۔ آپؐ نے جس طرح دوسرے اعمال و معاملات میں دیگر اقوام کی مشابہت اور مماثلت کو پسند نہیں فرمایا اسی طرح ناموں کو بھی خالص اسلامی رنگ عطا فرمایا۔

بعثت نبویؐ کے وقت چونکہ پورے کا پورا معاشرہ ناموں کے معاملہ میں بے راہ روی کا شکار تھا اس لئے ان کی اصلاح کا کام آسان نہ تھا اور نہ ہی بیک جنبش لب ان کی تبدیلی ممکن تھی اس لئے ابتداً آپؐ نے بُرے ناموں پر اپنی ناگواری کا اظہار فرما کر لوگوں کو احساس دلانے پر ہی اکتفا فرمایا۔ جیسے کے ذیل کی احادیث سے ظاہر ہوتا ہے۔

ترجمہ: نبیؐ ایک اونٹنی کے پاس تھے۔ آپؐ نے دریافت فرمایا کون اسے دوہے گا؟ ایک شخص کھڑا ہوا۔ آپؐ نے پوچھا تمہارا کیا نام ہے؟ اس نے کہا مرہ (کڑوا) آپ نے فرمایا، بیٹھ جاؤ۔ پھر آپؐ نے فرمایا، کون دوہے گا؟ ایک اور شخص کھڑا ہوا۔ آپ نے پوچھا تمہارا نام کیا ہے؟ اس نے کہا حرب (لڑائی)۔ آپؐ نے فرمایا بیٹھ جاؤ۔ پھر آپؐ نے فرمایا کون دوہے گا؟ ایک آخری شخص کھڑا ہوا۔ آپؐ نے دریافت فرمایا تمہارا کیا نام ہے؟ اس نے کہا یعیش (آرام کرتا ہے) آپؐ نے فرمایا ٹھیک تم دوہو۔

اسی طرح دوسری حدیث یہ ہے۔

ترجمہ: آنحضرتؐ کسی چیز سے بدشگونی نہ لیتے۔ آپؐ جس وقت کسی شخص کو کسی عہدے پر مقرر فرماتے تو اس کا نام دریافت فرماتے۔ اگر نام اچھا ہوتا تو خوش ہوتے اور اس کی خوشی چہرہ انور سے ظاہر ہوتی۔ اگر نام پسند نہ آئے تو ناگواری کا اثر چہرے سے ظاہر ہو جاتا۔ اسی طرح جب آپؐ کسی بستی میں داخل ہوتے تو اس بستی کا نام دریافت فرماتے۔ اگر نام خوش آتا تو خوشی چہرہ انور سے ظاہر ہو جاتی اور اگر نام اچھا نہ ہوتا تو اسکی ناپسندیدگی بھی چہرہ اقدس سے ظاہر ہو جاتی۔

مندرجہ بالا احادیث سے بظاہر صرف اتنا ہی معلوم ہوتا ہے کہ آپؐ اچھے ناموں کو پسند فرماتے اور اس کی خوشی چہرہ انور سے ظاہر ہو جاتی نیز برے ناموں کو ناپسند فرماتے اور کراہت کا جو اظہار چہرہ مبارک سے ہوتا صحابہ کرام

www.ksars.org

اسے بھی محسوس کر لیتے۔ لیکن یہ بھی معلوم ہوا کہ جس طرح انسانوں کے نام اچھے اور برے ہوتے ہیں اسی طرح بستیوں اور آبادیوں کے نام بھی اچھے اور برے ہوتے ہیں۔ چونکہ ناموں کا تعلق انسانوں ہی سے ہے اس لئے ان کے حسن وقبح کا براہ راست اثر بھی انسان ہی پر پڑنا ناگزیر ہے۔ مثلاً گلاب ایک پھول کا نام ہے۔ یہ پھول اپنی دلکشی، رعنائی، خوش روئی اور خوش بو کے لئے مشہور ہے۔ جہاں گلاب کا نام زبان پر آیا اور سامعہ نے سنا تو مطام جاں میں اس کا تعطر محسوس ہونے لگتا ہے اور وجدان پر نہایت خوشگوار اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ نیز گلاب کی رعنائی وعطر بیزی کی کیفیات سے طبیعت انسانی مائل بہ فرحت ہو جاتی ہے لیکن اس کے برعکس خار دار کانٹے کا نام آتے ہی نوک خار سے جو اذیت سامعہ کو ہوتی ہے یا پافگاری کا اثر جو وجدان پر مرتب ہوتا ہے اور طبیعت و مزاج انسانی میں جو ناخوشگوار تبدیلی آتی ہے اس کی اذیت کس کو محسوس نہیں ہوتی۔ بہر حال ہر سلیم الفطرت اور صحیح المزاج شخص ناموں کے اچھے اور برے اثرات کو محسوس ضرور کرتا ہے۔ نام اچھا ہو تو اس کی اچھائی کا اثر شخصیت پر ضرور پڑتا ہے اور اسی طرح برے ناموں کے اثر سے بھی شخصیت متاثر ہوئے بغیر نہیں رہتی۔ خواہ یہ نام انسانوں کے اپنے ہوں یا ان کی بستیوں اور آبادیوں کے ہوں۔ چنانچہ ارشاد نبویؐ ہے۔

ترجمہ: یعنی زمین کو اس کے ناموں پر ہی قیاس کرو۔

اس سلسلے میں مشکواۃ کی یہ روایت بھی ملاحظہ ہو:

"ایک موقعہ پر ایک شخص حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملنے آیا۔ آپ نے اس سے اس کا نام پوچھا۔ اس نے کہا۔ جمرہ (انگارہ) باپ کا نام پوچھا تو کہا شہاب (نجم سوزندہ) پھر آپ نے اس کے قبیلے کا نام پوچھا تو کہا کہ حرقہ (سوختہ شدہ) آپ نے بستی کا نام پوچھا تو کہا حرۃ النار (آگ کی زمین) اور علاقہ کا نام ذات نطی (آتش فشاں) بتایا۔

امیر المومنین نے ان متکبرانہ ناموں کا یہ تسلسل سن کر اس شخص سے فرمایا "تم دیکھو گے کہ تمہاری واپسی سے قبل تمہارا مکان جل چکا ہو گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

بہر حال نام اچھے ہوں تو ان کی برکت بھی ظاہر ہوتی ہے اور اس موضوع پر ثناء کے الفاظ سبحانک وتبارک اسمک شاہد ہیں۔ اسی طرح نام برے ہوں تو حدیث مندرجہ بالا کے بمصداق ان کے اثرات بھی مرتب ہوتے ہیں۔

www.ksars.org

اسمائے قبیحہ

اصلاح اسماء کے سلسلہ میں آنحضرتؐ نے ابتداً برے ناموں پر ناگواری کا اظہار فرمایا لیکن بعد ازاں بتدریج لوگوں کو ان کی تبدیلی پر آمادہ کیا اور مختلف مواقع پر انہیں مناسب ناموں سے بدل دینے کا طریقہ اختیار فرمایا۔ جیسا کے حدیث نبوی ہے۔

ترجمہ: نبیؐ ہمیشہ برے ناموں کو تبدیل فرمادیا کرتے۔

اسی طرح طبرانی کی روایت ہے۔

ترجمہ: رسول اللہؐ جب کسی کا برا نام سنتے تو اس سے بہتر نام سے اسے تبدیل فرمادیتے۔

ناموں کی تبدیلی کے سلسہ میں حضرت ابن عمرؓ اپنی بہن کے بارے میں روایت کرتے ہیں کہ

ترجمہ: ان کا نام پہلے عاصیہ تھا جسے حضورؐ نے تبدیل فرمادیا اور کہا تمہارا نام (عاصیہ نہیں) جمیلہ ہے۔ ممنون اعتبار سے چونکہ عاصیہ کے معنی گناہ گارہ کے تھے اس لئے آپؐ نے اس قباحت کو گوارا نہیں فرمایا اور بدل کر جمیلہ یعنی خوبرو رکھ دیا۔ اسی طرح ایک اور روایت یہ ہے۔

"ایک شخص چند لوگوں کے ساتھ آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپؐ نے نام دریافت فرمایا تو اس نے کہا احرم۔ آپؐ نے فرمایا۔ نہیں تم تو زرعہ ہو۔"

احرم کے معنی "کاٹنے والے" کے تھے جس میں ممنون برائی موجود تھی اس لئے آپ نے اس کو زرعہ یعنی "بولنے والا" سے تبدیل فرمایا۔ حضرت زینب بنت ابی سلمہؓ سے مروی ہے کہ انہوں نے بیان کیا کہ پہلے میرا نام ہبرہ تھا۔ رسول اللہؐ نے سُنا تو فرمایا:

ترجمہ: اپنے آپ کو پاکباز مت بتلاؤ۔ خدا نیکیوں کو خوب جانتا ہے۔

آپ کے ارشاد پر انہوں نے پوچھا کہ حضور پھر کیا نام رکھیں۔ آپؐ نے فرمایا زینب رکھ لو۔ اسی طرح ازواجِ مُطہرات میں سے حضرت جویریہؓ کے بارے میں روایت ہے۔

"ام المومنین حضرت جویریہؓ کا پہلا نام برہ تھا۔ آنحضرتؐ نے ان کا نام بدل کر جویریہؓ رکھ دیا۔"

حضرت سہل بن سعدؓ سے مروی ہے:

www.ksars.org

ترجمہ: منذر بن ابی امیہ کو ولادت کے بعد بار گاہ نبویؐ میں لایا گیا۔ آپؐ نے اسے اپنی ران پر بٹھا لیا۔ پھر نام دریافت فرمایا تو کہا گیا فلاں۔ آپ نے فرمایا نہیں اس کا نام منذر ہے۔

اسی معنی میں ابی داؤد کی ایک روایت یہ ہے۔

ترجمہ: نبیؐ عاص، تملہ، شیطان، حکم، غراب، حباب اور شہاب کے ناموں کو تبدیل فرما دیا کرتے تھے۔

حضرت سعید بن المسیبؓ سے ایک روایت یہ ہے جسے بخاری نے نقل کیا ہے کہ انہوں نے اپنے بارے میں بتایا۔

ترجمہ: میرے دادا جن کا نام حزن تھا ایک بار حضورؐ کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوئے۔ آنحضرتؐ نے نام دریافت فرمایا تو انہوں نے عرض کی حزن۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا نہیں تم سہیل ہو۔ میرے دادا نے کہا کہ میں اپنے دادا کا رکھا ہوا نام کیسے بدل سکتا ہوں۔ چنانچہ آنحضرتؐ کے ارشاد کی تعمیل نہ کرنے کا نتیجہ یہ نکلا کہ ہمارے خاندان میں آج تک سختی چلی آئی ہے۔

نام ہو تا یا کنیت اگر اس میں کوئی قباحت موجود ہوتی تو آپؐ اس کو تبدیل فرما دیا کرتے تھے جیسا کہ احادیث مندرجہ بالا میں گزرا۔ اسی سلسلہ میں ایک یہ روایت بھی ہے جسے مشکواۃ نے روایت کیا ہے کہ حضرت شریح بن ہانی کہتے ہیں کہ

"میرے والد ہانی ایک مرتبہ اپنے قبیلہ کے لوگوں کے ہمراہ حضورؐ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے۔ قبیلہ کا سردار ہونے کی وجہ سے کسی نے انہیں "ابوالحکم" کہہ کر مخاطب کیا۔ حضورؐ یہ سن کر ارشاد فرمایا کہ حکم تو اللہ تعالیٰ ہے۔ باقی یہ لوگ تمہیں ابوالحکم کیوں کہتے ہیں۔ اس پر میرے والد نے کہا کہ میں برادری کے معاملات میں ان کا فیصلہ کرا دیتا ہوں۔ آپؐ نے فرمایا یہ تو تم اچھا کرتے ہو لیکن اپنی کنیت ابوالحکم کے بجائے اپنے بڑے بیٹے کے نام پر ابو شریح رکھ لو۔

ناموں اور کنیتوں کی تبدیلی کے علاوہ احادیث میں حضرت عمرؓ سے یہ روایت بھی ملتی ہے جیسا کہ للوی نے اسے شعبیؓ سے روایت ہے کیا ہے۔

"حضرت عمرؓ حضرت مسروقؒ سے ان کے والد کا نام پوچھا۔ وہ بولے اجدع۔ آپ نے فرمایا اجدع تو شیطان کا نام ہے تم مسروق بن عبدالرحمان ہو۔

www.ksars.org

جس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے ان کے والد کا نام بھی تبدیل فرمایا حالانکہ ان کے والد موجود نہ تھے۔ چونکہ والد کا نام ہر جگہ بولا جاتا ہے اس لئے اگر وہ بھی قبیح ہو تو اس کا بدل دینا بھی اس روایت سے ثابت ہوتا ہے۔

بہر حال مندرجہ بالا احادیث وروایت سے جن ناموں کا تبدیل کرنا سنت ثابت ہوا وہ یہ ہیں۔

عاصیہ۔ احرم۔ عاص۔ عتلہ۔ شیطان۔ ابو الحکم۔ غراب۔ حباب۔ شہاب۔ حزن اور مرہ واجدع اور ان کے قبیح ناموں کو جن ناموں سے تبدیل فرمایا وہ یہ ہیں۔

جمیلہ۔ زرعہ۔ زینب۔ جویریہ۔ منذر۔ سہل۔ عبد الرحمان۔ ابو شریح

ممنوعہ نام

جیسا کہ مندرجہ بالا احادیث میں آنحضرتؐ سے بعض اسمائے قبیحہ کا تبدیل فرما دینا ثابت ہوتا ہے۔ بعض دوسری احادیث سے بعض ناموں کو رکھنے سے بالصراحت آپ کا منع فرمادینا بھی ثابت ہوتا ہے۔ جیسا کہ آپؐ نے فرمایا ہے:

لاتحين ان يسمى رافع وبركه ويسار

ترجمہ: اپنے بچے کا نام رباح، افلم، یسار اور نجیح نہ رکھا کرو۔ کیونکہ کہا جائے گا کہ وہ یہاں ہے پھر جواب دیا جائے گا کہ نہیں۔

گزشتہ ہر دو احادیث میں آپؐ جن ناموں کو رکھنے سے منع فرمایا ہے ان کو دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ دوسرے اسمائے قبیحہ کی طرح اگرچہ ان میں کوئی معنوی قباحت موجود نہیں ہے بلکہ معنوی اعتبار سے یہ سب کے سب نام احسن ہیں لیکن ان ناموں کو جس وجہ سے آپؐ نے رکھنے سے منع فرمایا وہ بھی آپؐ نے واضح فرمایا ہے کہ ان ناموں کو رکھنے کا نتیجہ یہ ہوگا کہ روزمرہ بول چال میں جب کسی کے بارے میں پوچھا جائے گا کہ کیا وہ یہاں ہے تو اگر وہ موجود نہ ہوا تو جواب دیا جائے گا کہ رباح (فائدہ دینے والا) یا افلم (نجات والا) یا نجیح (کامیاب) یا لیمہار (راحت) یا برکت یہاں نہیں ہے لہٰذا اس ممکنہ استعمال اور مواقع استعمال کی قباحتوں کو سامنے رکھ کر آپؐ نے ان ناموں کو رکھنے سے مطلقاً منع فرما دیا۔

ممنوعہ ناموں کی فہرست میں جس نام کو رکھنے پر آپؐ نے سخت تنبیہ فرمائی ہے وہ آپ کے الفاظ میں یہ ہیں۔

ترجمہ: قیامت کے دن خدا کے نزدیک حد درجہ قابل ملامت وہ ہوگا جس کا نام ملک الاملاک رکھا جائے کیونکہ خدائے تعالیٰ کے سوا اس جہاں کا کوئی مالک نہیں۔

اسی روایت کو بخاری نے ان الفاظ کے ساتھ نقل کیا ہے کہ آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا کہ

www.ksars.org

ترجمہ: خوار ترا اور بدتر ناموں میں قیامت کے دن اس مرد کا ہوگا جس کا نام ملک الاملاک (یاشہنشاہ) رکھا جائے۔

مشرکانہ نام:

اسلامی تعلیمات کی رو سے ایسے تمام نام رکھنا حرام ہے جو کفر و شرک پر مبنی ہوں یا ان سے معبودان باطل کی عبدیت اور اطاعت یا ان کی قدرت و کبریائی کا اظہار ہوتا ہو۔ چنانچہ ان کی حرمت تمام ائمہ اور جمہور علمائے اسلام کے نزدیک مسلم ہے۔ جیسا کہ صاحب مخص الاانوار نے بیان کیا ہے۔

ترجمہ: تمام علماء نے اس بات سے اتفاق کیا جس کا نام اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کا بندہ ہونا ثابت ہو وہ قطعی حرام ہے جیسے عبد عمر یا عبد الکعبہ۔ اسی طرح موہم شرک نام رکھنا بھی علمائے اسلام کے نزدیک کفر ہے۔ لہذا نام کسی بھی لفظی، صوتی یا معنوی حیثیت سے خلاف عقائد اسلامی نہ ہونا چاہیئے تا کہ نام رکھنے اور اس کے استعمال کرنے والے گناہ سے محفوظ رہ سکیں۔

ملائکہ پر نام:

ارشاد نبویؐ ہے کہولا لسمو باسما۔ الملئکۃ (بروایت جابر بن عبد العزیز) کہ ملائکہ کے ناموں پر نام نہ رکھو چنانچہ ملائکہ کے ناموں مثلاً جبرائیل، میکائیل وغیرہ کے ناموں پر مبنی نام نہ ہو تو دور نبویؐ میں رکھے گئے نہ ان کا رکھنا معلوم ہوا اور نہ ہی دور صحابہ کرام یا اس کے بعد کے ادوار میں کبھی کسی نے اپنے بچوں کے نام ملائکہ کے ناموں پر رکھے۔ جیسا کہ لغوی کی ایک روایت بھی ہے:

"حمید بن زنجیرہ سے مروی ہے کہ حضرت عمر فاروقؓ ملائکہ کے نام رکھنے کو ناپسند فرماتے تھے۔

(راوۃ لغوی۔ واز الرافضا)

متکبرانہ نام:

ایسے نام بھی شریعت اسلامی کی رو سے درست نہیں قرار دئے گئے ہیں جو تکبر اور تعلی کے طور پر رکھے گئے ہوں۔ جیسا کہ سابقہ احادیث میں بیان کیا گیا ہے کہ آپؐ نے "مبرہ" جیسے ناموں کو تبدیل فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ

"اپنے آپ کو پاکباز اور نیک مت بتلاؤ کیونکہ خدا نیکیوں کو خوب جانتا ہے۔" (راوہ مسلم۔ وابی داؤد)

اسی طرح ابو لحکم۔ ملک الاملاک وغیرہ کے متکربانہ نام نہ رکھنے کا حکم دیا گیا ہے۔

مہمل یا نامعلوم المعانی نام

www.ksars.org

ناموں کے معاملہ میں جو احتیاط شریعت مطہرہ اسلامیہ نے روا رکھی ہے اس کا تقاضہ یہ ہے کہ ایسے نام رکھنے سے بھی گریز کیا جائے جو مہمل ہوں یا ان کے معانی کی تحقیق نہ ہو۔ چنانچہ ایسے ناموں میں بعض وہ نام بھی شامل ہیں جن کا تعلق قرآن مجید میں آئے حروف مقطعات سے ہے۔ مثلاً طہٰ اور یٰسین وغیرہ۔ چونکہ حروف مقطعات کے معانی کا قطعی علم کسی کو نہیں ہے اور معانی کا حتمی علم نہ ہونے کی وجہ سے ان پر نام رکھنا مصلحت اندیشی کے منافی ہے جیسا کہ امام ابو بکر بن العربی نے اس مسئلہ کے بارے میں لکھا ہے۔

ترجمہ: اشہب نے مالک سے روایت کیا کہ کوئی بھی یٰسین نام نہ رکھے۔ کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کا نام ہے اور وہ بدیع کلام ہے۔ اگرچہ یہ جائز ہے کہ بندہ اپنے رب کے ساتھ نام رکھے لیکن اسی وقت جب کہ اس کے معنی کا علم ہو۔ جیسے عالم اور قادر اور مالک کا اس نام سے منع کرنے کی وجہ یہ ہے کہ یہ ایسے ناموں میں سے ہے جن کے معنی معلوم نہیں ہیں، شاید اس کی معنی ایسے ہوں جس سے اللہ تعالیٰ منفرد ہے لہٰذا جسے پہچانتا نہ ہو اس کو اس پر اقدام نہیں کرنا چاہیئے۔ اس لئے کہ اس میں خطرہ پس اس کے نظری ہونے کا تقاضہ منع ہے۔

ان حروف مقطعات پر نام رکھنے میں چونکہ یہ احتمال موجود ہے کہ ممکن ہے ان کے معنی کچھ اس طرح کے ہوں جو خدا اور رسول کے علاوہ غیر پر صادق نہ آتے ہوں اور نہ ہی یہ سب مناسب ہے کہ ان سے قبل یا بعد محمد یا احمد وغیرہ لگا کر نام رکھا جائے۔ کیونکہ اگر نام کے معنی ذات اقدس سے ہی منسوب و مختص ہوئے تو کسی دوسرے کے لئے کیسے درست ہوسکتے ہیں۔ بہرحال نام رکھنے سے پہلے ان کی مخصوص تحقیق کر لینی چاہیئے تاکہ ان کے حسن و قبح اور جواز عدم جواز کی جانچ کی جائے۔

ناقص نام:

ناقص ناموں سے مراد وہ نام ہیں جن کے معنی میں کسی قسم کا تناقص پایا جائے یا ان کے معانی تعلیمات اسلامی کے منافی ہوں۔ مثلاً غفور الدین کا نام ناقص اس لئے ہے کہ غفور جو اسمائے باری تعالیٰ میں سے ہے اس کے معنی ہیں مٹانے والا (ذنوب کا) یا چھپانے والا (عیوب کا) اس لحاظ سے اس نام کے معنی دین مٹانے والا یا دین پوش کے ہوں گے۔ ظاہر ہے کہ یہ نام ناقص اور شنیع ہے اسی طرح اگر نام قاسم الاسلام یا قاسم الحق یا قاسم الدین ہو تو اس کے معنی اسلام حق یا دین کو تقسیم کرنے والا ہوں گے۔ اس لئے اس نام کے شنیع ہونے میں بھی کوئی کلام نہیں ہے اسی طرح اگر کسی کا نام عبد الدین یا عبد السلام ہو تو دین اسلام کا بندہ ہونا کس طرح درست ہوگا۔

www.ksars.org

غلام علی یا غلام حسن وغیرہ کے نام درست صحیح لیکن ان سے پہلے اگر محمد اور احمد لگا کر نام محمد غلام علی یا احمد حسن رکھا جائے تو نام کی حلت حرمت سے بدل جائے گی۔ محمد رمضان یا محمد یامین وغیرہ کے نام بھی شانِ رسالت کے منافی اور تکسیرِ شان کے موجب ہیں۔

ان کے علاوہ بے شمار نام ایسے رائج ہیں جن میں نہ کوئی صوتی ہم آہنگی ہے اور نہ ہی کوئی معنوی ربط، بلکہ بعض نام تو مضحکہ کی حد تک ناقابلِ فہم اور غلط ترکیب پر مبنی ہوتے ہیں ظاہر ہے کہ یہ نام انسان کے شایان شان نہیں ہوتے اس لئے ان کے انتخاب کے وقت ان کے معانی و ان کی ترکیب اور ساخت وغیرہ پر نظر رکھنی چاہیئے۔ چنانچہ مندرجہ ذیل ناموں کا جائزہ لیا جائے تو یہ سب کے سب نام قابلِ اصلاح ہیں۔

تکہ خان۔ رجعت آرا۔ صنوبر۔ جہاں۔ حنا خانم۔ رطب النہار۔ شمع صبوحی

اسی طرح بعض ناموں کا نقص یہ ہوتا ہے یا تو وہ صفات انسانی کے برعکس ہوتے ہیں یا معنوں کے اعتبار سے ناپسندیدہ اور قبیح ہوتے ہیں۔ اس لئے تمام نام شریعت مطہرہ کے نزدیک ناقص اور قبیح ہیں۔ جیسا کہ ارشاد نبویؐ ہے۔

ترجمہ: ناموں میں سب سے برے نام حرب اور مرہ ہیں۔

حرب کا تعلق چونکہ لڑائی اور جھگڑے سے ہے اور مرہ کا تعلق ذائقے کی کڑواہٹ اور تلخی سے ہے اس لئے یہ دونوں نام معنوی حسن سے خالی اور سخت ناگوار ہیں لہذا ایسے تمام نام جن میں کوئی ایسی معنوی قباحت پائی جائے ناقص شمار ہوں گے۔

ظالمین وحاشرین کے نام:

ایسے ظالم وبدکار اشخاص جن سے اسلام اور مسلمانوں کو سخت نقصان پہنچا ہو یا جنھوں نے انسانوں پر سخت مظالم توڑے ہوں۔ ان کے نام ہمیشہ کے لئے اچھے ناموں کی فہرست سے خارج کر دیئے جاتے ہیں۔ کیونکہ ان سے ظلم و بربریت کی یاد تازہ ہوتی ہے، ظاہر ہے کہ ان کے اعمال کا صلہ کم از کم یہی ہو سکتا ہے کہ ان کو نہایت نفرت کے طور پر بھلا دیا جائے اور ان کے ناموں کو بھی زندہ نہ رہنے دیا جائے تاکہ آئندہ کے لئے ہر ظالم کو عبرت حاصل ہو۔ اس لئے اگرچہ معنوی اعتبار سے نام کتنا ہی اچھا کیوں نہ ہو اگر اس سے کوئی ایسی انسانیت سوز یاد وابستہ ہو جائے تو ایسے ناموں کو متروک سمجھنا چاہیئے اور انہیں اختیار کرنے سے گریز کرنا چاہیئے۔ کیونکہ یہ امر مسلمہ ہے کہ ایسے ناموں کو

www.ksars.org

وہی اختیار کر سکتا ہے جو خود ظالم و حاشر ہو اور تمام انسانوں سے عداوت رکھتا ہوں نیز تاریخ انسانی کو جھٹلا کر اپنی الگ رائے رکھتا ہو اس لئے تمام ظالموں کے ناموں کو معیوب اور برا تصور کرنا چاہیئے۔

www.ksars.org

نام رکھنے کا دستور عام

چونکہ مسلمانوں میں اسم گرامی پر نام رکھنے کا دستور عام ہے اس لئے اس کا استعمال بھی بولنے اور لکھنے میں زیادہ ہوتا ہے لیکن جس طرح بولتے وقت آپ کے نام کو بگاڑ نا یا اس کا غلط تلفظ ادا کرنا حرام ہے اسی طرح اسم گرامی کو لکھنے میں بھی کسی طرح کی تحریف جائز نہیں ہے جب کہ انگریزی زبان میں بالعموم دیکھا جاتا ہے کہ اسم گرامی کو Muhammad یا Mohammad لکھنے کے بجائے Mohd یا Md لکھ دیا جاتا ہے اور اس میں کوئی مضائقہ نہیں سمجھا جاتا حالانکہ یہ تخفیف سوءادب ہے اگر اختصار ہی مطلوب ہو تو صرف M پر کیوں نہ اکتفا کیا جائے۔ آخر اسم گرامی کے لئے M کو مختص کر لینے میں کیا حرج ہے۔

اسی طرح اسم گرامی کے ساتھ ؐاس لئے کہا جاتا ہے کہ وہ اسم گرامی کے آداب میں شامل ہے اور درود کا مطلب ہے جس کے پڑھنے بولنے اور لکھنے سے ثواب حاصل ہوتا ہے اور رحمتیں نازل ہوتی ہیں نیز اسم گرامی سن کر درود نہ پڑھنا شقاوت کی علامت قرار دیا گیا ہے اس لئے جب بھی لکھا جائے پورا صیغہ درود یعنیؐ یا انگریزی میں Peace Be Upon Him لکھا یا بولا جائے نہ کہ اس کا بھی اختصار کر دیا جاتا ہے اور صرف صلعم یا صللم پر اکتفا کر لی جائے۔ تحریر و تقریر دونوں ہی اعتبار سے یہ دونوں الفاظ مہمل و بے معنی ہیں جن کو آپ کے نام کے ساتھ وابستہ کرنا درست نہیں۔ القلم احدی السانین یعنی قلم وزبانوں میں سے ایک کے بمصادق جو بولنے میں درست نہیں لکھنے میں درست نہیں ہو سکتا ہے اس موضوع پر فتادی تاتار خانہ میں خاص بحث موجود ہے اور موصوف نے بالآخر اس اختصار کو تخفیف شان نبوت کے مصداق قرار دے کر کفر پر محمول کیا ہے (انساذ اباﷲ) یہ صحیح ہے کہ بقد کی قید کی جائے گی اگر قصداًاور ارادۃً ایسا نہ کیا گیا تو کفر تو نہ ہو گا لیکن جس عمل سے تخفیف شانِ نبوت ہو سکتی ہو مسلمانوں کو قصداًاور ارادۃً اس گریز کرنا چاہیئے۔

تعلیمات اسلامی میں جہاں اسم گرامی کا ادب جزوی ایمان قرار دیا گیا ہے وہاں ان بچوں کے ساتھ بھی حسن سلوک کا حکم دیا گیا ہے جن کے نام اسم گرامی پر رکھے گئے ہوں چنانچہ ارشاد نبویؐ ہے۔

ترجمہ: جب اپنی اولاد کا نام محمد رکھو تو پھر اس کو لعنت نہ کرنا۔

ترجمہ: جب کسی کا نام محمد رکھو تو اسے گالی نہ دیا کرو۔

www.ksars.org

اسی طرح ایک اور موقع پر آپؐ نے ارشاد فرمایا۔
یعنی جب کسی کا نام محمد رکھو تو نہ اسے مارو اور نہ محروم کرو۔
احیاالعلوم میں امام غزالی نے بھی ایک حدیث پہ روایت کی ہے کہ آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا ہے۔
ترجمہ: جب تم کسی بچے کا نام محمد رکھو تو اس کی عزت کو ملحوظ رکھو اور مجلس میں اس کے لئے جگہ کشادہ کرو اور اس پر برائی کی دعا نہ کرو۔

مندرجہ بالا احادیث میں ایسے بچوں کو جن کا نام محمد ہو نہ صرف لعن طعن کرنے، مار پیٹ اور رجزہ توبیخ کرنے، محروم کر دینے اور گالی دینے یا کوسنے سے منع کیا گیا ہے بلکہ حسن سلوک اور توقیر تکریم کا حکم دیا گیا ہے لہذا روزمرہ معاملات میں ایسے بچوں کے ساتھ محتاط رویہ اختیار کرنا چاہیئے۔ کیونکہ خود آنحضرتؐ نے اس کا حکم دیا ہے اول تو امر رسولؐ کی اطاعت ضروری ہے دوسرے یہ کہ اسم گرامی کا ادب خود آپؐ کا ادب ہے اور یہ عظمت و شان آپؐ ہی کی بارگاہ کی ہے۔

ادب گاہیست زیر آسماں از عرش نازک تر
نفس گم کردہ می آید جنید و بایزید ایں جا
(اقبال)

عبدالنبی اور عبدالمصطفیٰ نام رکھنا

عبدالنبی اور عبدالمصطفیٰ نام رکھنے کے بارے میں علماء نے خاصی بحث کی ہے اور نہایت دقیع دلائل فراہم کئے ہیں چنانچہ علماء ے ایک گروہ نے ان ناموں کو شرک سے تعبیر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ مسلم میں روایت حضرت ابوہریرہؓ آنحضرتؐ کا یہ ارشاد موجود ہے۔
ترجمہ: تم میں سے کوئی ہرگز اپنے مملوک کو "میرا بندہ" نہ کہے کہ تم سب خدا کے بندے ہو۔ جس کے مطابق ہر کوئی خدا کا بندہ ہے اس لئے رسول کا بندہ کہنا یا نام رکھنا شرک ہے جب کہ علماء کے دوسرے گروہ نے دو آیتوں
(ا) و أنكحوا الايامى منكم والصالحين من عبادكم وإمائكم (القرآن)
(ب) قُل يا عِبادِي الّذين أسرفوا على أنفُسِهِم لا تقنطوا مِن رّحمة الله (القرآن)

www.ksars.org

کا حوالہ دے کر یہ ثابت کیا ہے کہ خود اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو آنحضرتؐ کا عبد قرار دیا ہے نیز تمام صحاح مثل بخاری و مسلم سے حضرت عمرؓ کے یہ الفاظ نقل کئے ہیں۔

كنت مع رسول الله و كنت عبد و خادمه

نیز امام قسطانی علامہ زرقانی، سہیل بن عبد اللہ تستری، علامہ شہاب الدین خفہ جی مصری و شاہ عبد العزیز دہلوی وغیرہ کے حوالہ جات نقل کئے ہیں اور لفظ عبد کا اطلاق مسلمانوں کے ساتھ اس معنی میں جائز رکھا کہ ہر مسلمان حضورؐ کا مملوک و مطیع و وفقادہ غلام ہے اور جس معنی میں کہ خود اللہ تعالیٰ نے آنحضرتؐ کے ساتھ مسلمانوں کے لئے لفظ عبد کا اطلاق جائز لکھا ہے اس کے لئے عدم جواز کا فتویٰ دیناواضح اور صریح دلائل کے بر خلاف ہو گا لہٰذا عبد المصطفیٰ، عبد النبی یا عبد الرسول نام رکھنا شرک کے زمرے میں نہیں آتا۔

احترام نفس انسانی:

تعلیمات اسلامی کی رو سے ہر مسلمان پر دوسرے مسلمان کی جان ومال اور اس کی عزت و آبرو کی حفاظت فرض ہے اس لئے جس طرح قتل اور چوری کو قابلِ جرم قرار دیا گیا ہے اسی طرح برے نام رکھنا، مضحکہ اڑانا، استہزاء کرنا اور توہین کا مرتکب ہونا بھی ظلم سے تعبیر کیا گیا ہے۔ چنانچہ ارشاد خداوندی ہے۔

ترجمہ: ایک دوسرے کو طعنے نہ دو اور نہ ایک دوسرے کے نام دھرو ایمان لانے کے بعد بد تہذیبی کا نام ہی برا ہے اور جو ان ناشائستہ حرکتوں سے باز نہ آئیں تو خدا کے نزدیک وہی لوگ ظالم ہیں۔ (القرآن)

اس لئے کہ کسی کو برے القاب سے پکارنا، کسی کا نام دھرنا، نازیبا کلمات سے مخاطب کرنا یعنی طعن کرنا یا کسی بھی طرح کسی کی اہانت کرنا مسلمان کو زیب نہیں دیتا کیونکہ ان تمام حرکتوں کا تعلق بد تہذیبی اور ظلم سے ہے جو اللہ تعالیٰ کو سخت ناپسند ہے اس لئے باہم ایسے مخالفانہ نام رکھنا جو ناگواری کا باعث ہوں شریعت اسلامی کی رو سے ممنوع قرار دیئے گئے ہیں نہ صرف دوسروں کو برا کہنے سے منع کیا گیا ہے بلکہ خود اپنی ذات کو برا کہنا یا ملعون کرنا احترام نفس انسانی کے خلاف قرار دیا گیا ہے چنانچہ آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا ہے۔

ترجمہ: تم میں سے کوئی یوں نہ کہا کرے کہ میرا نفس خبیث ہو گیا ہے بلکہ یوں کہے کہ میرا جی متلا رہا ہے یا میرا جی کاہل یا سست ہو گیا ہے۔

اسی طرح خود اپنے آپ کو کوسنے اور موت کی دعا کرنے سے بھی منع فرمایا گیا ہے جس کا مقصد یہ ہے کہ ہر فرد کو یہ احساس دلایا جائے کہ ہر نفس انسانی محترم ہے اور ہر ایک پر اس کا احترام لازم ہے۔ چنانچہ دورِ نبویؐ میں چونکہ بردہ فراشی کا رواج تھا اور لوگ نہ صرف اپنے غلاموں کے ساتھ من مانا سلوک کرتے تھے اور ان پر ہر قسم کا ظلم روا

www.ksars.org

رکھتے تھے بلکہ ان کو اپنا بر اور اپنا بندہ کہتے اور خود کو ان کا رب کہلوایا کرتے تھے۔ آنحضرتؐ نے نہ صرف انھیں اس ظلم و ستم سے ان کو منع کیا بلکہ رب کہلوانے سے بھی منع فرمایا۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا۔

یعنی تم میں سے کوئی بھی اپنے غلام یا لونڈی کو میرا بندہ یا میری بندی نہ کہے کیونکہ تم سب کے سب اللہ ہی کے بندے اور اسی کی بندیاں ہوں۔ مگر اس طرح کہے کہ میرا غلام اور میری باندی۔

اسی طرح ایک دوسرے موقع پر آنحضرتؐ نے فرمایا:

ترجمہ: تم میں سے کوئی بھی اپنے غلام سے نہ کہے کہ "اپنے رب کو کھلا" یا "اپنے رب کو وضو کرا" یا "اپنے رب کو پانی پلا" اور نہ کوئی غلام یوں کہے کہ فلاں میرا رب ہے بلکہ یہ کہے فلاں میرا سپہ سالار یا میرا مولا ہے۔

بہر حال روز مرہ کے باہمی معاملات میں شریعت اسلامی کی حدود و قیود کے اندر رہتے ہوئے ایک دوسرے کا احترام ہر مسلمان پر واجب ہے اور مسلمان وہی ہے جو دوسروں کے لئے بھی وہی کچھ پسند کرتا ہو جو خود کو اپنے لئے پسند کرتا ہے۔

کنیت:

اصلی نام کے ساتھ ساتھ ماں باپ یا بچوں کے لگاؤ یا کسی اور مناسبت سے کوئی اور نام رکھ لینے کا رواج عربوں میں زمانہ قدیم سے عام تھا جسے کنیت کہا جاتا تھا۔ خود آنحضرتؐ کی کنیت ابو القاسم ہے جو آپؐ نے اپنے بیٹے کے نام پر رکھی تھی۔ نسل انسانی کی اب ہونے کی وجہ سے حضرت آدم علیہ السلام کی کنیت ابو البشر۔ حضرت مریم کا بیٹا ہونے کی مناسبت سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی کنیت ابن مریم، ام المومنین حضرت زینب کی مسکین نوازی کے سبب ان کی کنیت ام المساکین، خلیفہ اول حضرت عبداللہ بن عثمان ابو قحافہ جو اپنی کنیت ابو بکر ہی سے مشہور ہوئے۔ حضرت علی کی کنیت ایک خاص واقعہ کے سبب ابو تراب مشہور صحابی عبد الرحمان کی کنیت ایک پالتو بلی کے سبب جسے وہ ہمیشہ اپنے ساتھ رکھا کرتے تھے ابو ہریرہؓ اور شاعر رسول حضرت حسان بن ثابتؓ کی کنیت ابو ولید تھی۔ اسی طرح ام سلمہؓ، ابن عمرؓ اور بنت ابو بکرؓ کی کنیتیں دور صحابہ میں خاص شہرت رکھتی ہیں جیسا کہ معلوم ہوا ہے کہ کنیت صرف باپ بیٹے اور ماں تک ہی محدود نہیں رہتی بلکہ اہل عرب اشیائے بے جان اور معقولات کو بھی ماں بیٹے کہہ کر کنیت بنا لیتے ہیں مثلاً مسافر کو ابنِ السبیل (راستے کا بیٹا) یا چاند کو ابن النبیل (ملت کا بیٹا) یا علم حرف کو ام العلوم (علموں کی ماں) انگور کی شراب کو (بنت العنب) ابو الضول (بوالہوس) قرآن مجید کو (ام الکتاب) ابتدا میں

www.ksars.org

آنحضرتؐ نے جہاں نام پر نام رکھنے کی اجازت صحابہ کرام کو عطا فرمائی تھی وہاں اپنی کنیت پر کنیت رکھنے سے منع فرما دیا تھا جیسے کہ آپؐ نے ارشاد فرمایا تھا۔

ترجمہ: میرے نام پر نام رکھو لیکن میری کنیت اختیار نہ کرو۔

لیکن حضرت عائشہ کی ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ آپؐ نے بعد ازاں اس حکم کو واپس لے لیا تھا اور کنیت کی اجازت بھی مرحمت فرمادی تھی چنانچہ فتاوی عالمگیری جلد چہارم میں بھی اس روایت پر حجت قائم کرتے ہوئے سابقہ حکم کو منسوخ کیا گیا ہے نیز یہ دلیل بھی دی ہے کہ اگر سابقہ حکم بحال ہوتا تو حضرت علیؓ اپنے بیٹے محمد بن افضیہ کی کنیت ابو القاسم نہ رکھتے۔ البتہ علماء نے ابو عیسیٰ اور ابو یحیٰی کی کنیتیں اختیار کرنے کو مکروہ کہا ہے۔

کنیت کا رواج اگرچہ عربوں کے ذریعے دوسرے ممالک میں بھی پہنچا ہے لیکن فی زمانہ جیسے جیسے طویل ناموں کا رواج زوال کو پہنچ رہا ہے کنیتوں کا دستور بھی ختم ہوتا نظر آتا ہے۔

پاک و ہند میں بالعموم کنیتوں کا رواج نہیں ہے سوائے اس کے کہ عام رواج کے مطابق یہاں نہ تو بیویاں خاوندوں کا نام لیتی ہیں اور نہ خاوند بیویوں کا اور اس وقت تک مخاطب کرنے کے لئے اشارے کنائے کے الفاظ سے کام لیا جاتا ہے جب تک کہ اولاد نہیں ہو جاتی اولاد ہو جانے پر خاوند بیوی کو "اسلم کی ماں" اور بیوی خاوند کو "غزالہ کے ابا" کی کنیتوں سے پکارنے لگتے ہیں۔ عربوں کی طرح اب بعض کنیتیں رواج پانے لگیں ہیں جیسا کہ مجاہد وطن کو "وطن کے بیٹے" اور وطن کو "مادرِ وطن" کہا جاتا ہے۔

عرفیت:

پیار محبت یا نفرت و حقارت کے طور پر یا کسی دوسرے موقع محل سے مناسبت دے کر کسی شخص کو کسی نام سے منسوب کر دینا عرفیت کہلاتا ہے چنانچہ بر صغیر میں منا، منی، گڈو، گڑیا، کلو، سورج مکھی، پیرو، منگو، بدھو، جمعراتی، شبراتی، رمضانی، گنجا، لنگڑا، اندھا، چندا اور کانا وغیرہ کی عرفیتیں مشہور ہیں۔ کنیت کی طرح عرفیت کا رواج بھی نہایت قدیم اور عام ہے اور غالباً دنیا کے ہر ملک میں اس کا رواج ہمیشہ سے ہو رہا ہے۔ البتہ عرفیت احباب و اعزہ کے درمیان ہی استعمال ہوتی ہے جب کہ اصل نام کی حیثیت برقرار رہتی ہے۔

عرفیت کی بیشمار شکلیں ہیں چنانچہ داڑھی والے اشخاص مولانا، مولوی، صوفی اور میاں صاحب کی عرفیت سے مخاطب کئے جاتے ہیں۔ حفاظ قرآن کی عرفیت حافظ اور فریضہ حج ادا کرنے والی حاجی صاحب کی عرفیت سے پکارے جانے لگتے ہیں۔ اسی طرح معمر ہونے کی وجہ سے بڑے بوڑھوں کو بڑے میاں اور چچا وغیرہ کی عرفیت سے

www.ksars.org

منسوب کر دیا جاتا ہے۔ کبھی عرفیتوں کو نسب کی وجہ سے مقرر کر لیا جاتا ہے مثلاً پیر صاحب، صدیقی، فاروقی، عثمانی ،علوی، نقوی یا شیخ جی۔ خان صاحب، چوہدری صاحب، قاضی صاحب، ملک صاحب، خانزادہ، پیرزادہ وغیرہ اسی طرح کبھی پیشے کے اعتبار سے کیا جاتا ہے۔ اور خلیفہ صاحب، ماسٹر صاحب، منشی جی، مستری صاحب، تھانیدار صاحب، ڈپٹی صاحب، کمپاؤنڈر صاحب، ڈرائیور اور کنڈیکٹر صاحب وغیرہ کی عرفیتوں سے پکارا جانے لگتا ہے۔

پیار اور محبت کے طور پر جو عرفیتیں مقرر کی جاتی ہیں اگرچہ ان پر کوئی قدغن اسلامی تعلیمات میں نہیں لگائی گئی ہے لیکن پھر بھی صوتی اور معنوی اعتبار سے انہیں قومی وقار کے منافی نہیں ہونا چاہیئے۔ البتہ وہ تمام عرفیتیں جو نفرت اور تحقیر کی بنیاد پر رکھی گئی ہوں۔ شریعت اسلامی کی رو سے قطعی ممنوع ہیں کیونکہ وہ احترام نفس انسانی کے برخلاف اور عزت نفس کی تذلیل و تحقیر کا ذریعہ ہیں۔

ہمارے ہاں بعض علاقوں میں جو یہ رواج چلا آرہا ہے ہ اچھے بھلے نام کو بگاڑ کر عرفیتیں بنالی جاتی ہیں اور یہی بعد میں شہرت پا جاتی ہیں دیکھا جائے تو خاصی مذموم حرکت اور بد ذوقی کی علامت معلوم رہتی ہیں مثلاً ثناء اللہ کو ''سنو'' فرزند علی کو ''فندی'' قطب الدین کو ''قطبا'' وغیرہ اس لئے وقت آگیا ہے کہ اب اس رواج کو ترک کیا جائے اور حقیقی نام لینے کو ترجیح دی جائے یا کم از کم ایسی عرفیتوں کی اصلاح کی جائے جو شائستگی کے خلاف ہوں۔

اسلام نے نہ صرف ذمیم و قبیح ناموں اور عرفیتوں کے ممنوع قرار دیا ہے بلکہ بیجا مدح وسرا اور مبالغہ آرائی سے بچنے کی بھی تعلیم دی ہے کیونکہ جو خوبی کسی میں موجود نہیں ہے اسے بیان کرنا جذب و اختراہے۔ یا کسی کی اتنی تعریف و توصیف بیان کرنا کہ وہ خدا اور رسولؐ کی مثل ہو جائے شرک سے تعبیر کیا گیا ہے۔ اسی طرح کسی فاسق و فاجر کی مدح و ستائش کرنے کو بھی سخت ناپسندہ قرار دیا گیا ہے جیسا کہ آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا ہے۔

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کسی فاسق کی تعریف و ستائش بیان کرنے سے غضبناک ہوتا ہے اور عرش الٰہی لرزنے لگتا ہے۔

چنانچہ ایک اور موقع پر آپؐ نے ارشاد فرمایا ہے۔

ترجمہ: کسی منافق کو سید یا سردار نہ کہا کرو کیونکہ اگر تم ایسا کروگے تو اپنے پروردگار کو ناراض کروگے کیونکہ شریعت اسلامی کے مطابق تعریف و ستائش اور تعظیم و تکریم کے لائق صرف وہی لوگ ہیں جو متقی پرہیز گار ہوں جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے۔

ان اکرمکم عبد اللہ الحکم

www.ksars.org

یعنی اللہ تعالیٰ کے نزدیک قابلِ عزت تو وہی ہیں جو تم میں پرہیز گار ہوں اسی طرح ایک اور موقع پر تعظیم و تکریم کو صرف اللہ و رسولؐ اور مومنوں کے لئے مخصوص فرمادیا گیا ہے۔

العزۃ اللہ ولرسولہ و اللمو منین

یعنی عزت کے سزاوار صرف اللہ اس کا رسولؐ اور مومن لوگ ہی ہیں۔

تخلص:

شعراء اپنے شعروں میں اپنا نام استعمال کرنے یا اپنی معرفت کے لئے اپنا ایک مختصر نام رکھ لیتے ہیں۔اسی کو تخلص کہا جاتا ہے مثلاً الطاف حسین حالی، علی سکندر جگر، نواب مرزا، داغ، محمد حسین آزاد، مصطفیٰ خان، شیفتہ اور اسد اللہ غالب، امام بخش ناصح اور حسرت علی آتش وغیرہ یوں تو تخلص شعراء کا ہی حصہ ہوتا ہے لیکن فی زمانہ نئی نسل میں تخلص فیشن کی طرح رواج پارہا ہے حالانکہ انہیں ادب کا دور دور کا بھی علاقہ نہیں ہوتا۔

لقب:

وصفی حیثیت سے کسی شخص کو کوئی صفاتی نام دے دیا جاتا ہے تو اسے لقب کہا جاتا ہے۔القاب رکھنے کا رواج زمانہ قدیم سے عرب وعجم میں ہر جگہ معروف رہا ہے۔اسلام نے برے القاب رکھنے سے سختی سے منع کیا ہے البتہ اچھے ناموں سے پکارنے یا معلوم کرنے کو پسندیدہ قرار دیا ہے۔ مشہور القاب میں حضرت ابراہیم خلیل اللہ، حضرت اسماعیل ذبیح اللہ، حضرت موسیٰ کلیم اللہ، حضرت عیسیٰ روح اللہ۔

خطاب:

بادشاہ یا حکومت کی جانب سے کسی شخص کے کسی کارنامے کی بناء پر اس کی عزت کے لئے ایک امتیازی نام دیا جاتا ہے یہی نام خطاب کہلاتا ہے مثلاً شمس الاطبا، نجم الدولہ، ملک الشعراء، شفاالملک، شمس العلماء، رستم زماں، بے۔اے، ایم۔اے، پی ایچ۔ڈی

تلخیص:

گزشتہ صفحات میں ناموں کے حسن و قبیح پر جو بحث کی گئی ہے اور اس کے نتیجہ میں خدا اور رسولؐ کے نزدیک ناموں کی پسند ناپسندیدگی کا جو معیار سامنے آتا ہے اس سے مندرجہ ذیل امور اخذ کئے جاسکتے ہیں تاکہ ناموں کو بہ یک نظر پرکھنے میں آسانی ہو۔

☆ تمام انبیاء کے ناموں پر نام رکھنے کو پسندیدہ قرار دیا گیا ہے۔

www.ksars.org

☆ سچے نام یعنی جن ناموں سے کوئی مطابقت موسوم میں پائی جاتی ہو۔ رکھنے کی تعلیم دی گئی ہے جیسے حارث وغیرہ۔

☆لڑکوں میں سے چند کے نام اسم گرامی محمد یا احمد پر ضرور رکھے جائیں۔

☆نام معنوی اعتبار سے اچھے ہوں مگر

۱۔ بڑائی، تعلی اور خود تعریفی قسم کے نہ ہو۔

۲۔ سختی اور گرانی کے مظہر نہ ہوں۔

۳۔ ایسے بھی نہ ہوں کہ اگر کہا جائے کہ فلاں نہیں ہے تو اس سے خوبی و برکت کی نفی ہوتی ہو۔

۴۔ ثقیل، مشکل اور دقیق نہ ہوں کہ لوگوں کو ادائیگی میں مشکل پیش آئے۔

۵۔ خدا کی نافرمانی کا مفہوم نہ نکلتا ہو۔

☆ایسے نام نہ رکھے جائیں جو کمتری، پستگی اور فضیلت انسانی کے منافی ہوں۔

☆شیاطین کے ناموں پر نام نہ رکھے جائیں۔

☆مشرکانہ اور کافرانہ نام نہ رکھے جائیں۔ نہ ہی کافروں اور مشرکوں کے نام پہ نام رکھا جائے۔

☆فرشتوں کے ناموں پر نام نہ رکھے جائیں۔

☆نامعلوم المعانی اور مہمل نام نہ رکھے جائیں۔

☆ مشہور زمانہ ظالمین و خاسرین کے ناموں پر نام نہ رکھے جائیں کیونکہ یہ حمیت کے خلاف اور مسلمانوں اور عامہ الناس کی ایذا رسانی کے مترادف ہیں۔

☆نام توحید و تعلیمات اسلامی کے آئینہ دار ہوں۔

☆نام مشہور مسلمانوں اور زعمائے اسلام و بزرگان دین کے ناموں پر رکھے جائیں۔

☆ناموں کو بگاڑا نہ جائے اور نہ کسی کے لئے برے القاب تجویز کئے جائیں۔

☆نہ صرف نام شخصی اسلامی ہوں بلکہ ان کے علاقے اور تمام اشیاء سمیت سب کے نام شرک و کفر سے پاک اور احسن ہونے چاہیئے نیز حقیقت سے قریب تر اور برمحل ہونے چاہیئں۔

☆ انسان کو جو فضیلت تمام مخلوقات پر حاصل ہے اس کا تقاضہ ہے کہ اس کے نام دیگر مخلوقات پر مشتمل نہ ہوں بلکہ اس فضیلت کے حامل ہوں جو انسان کو ودیعت کی گئی ہے۔

www.ksars.org

☆ نام پورے لئے جائیں انہیں مختصر لینے کی صورت میں محتاط رہنا چاہیئے کہ بے ادبی و گستاخی نہ ہو جائے مثلاً عبدالرب کو صرف رب نہ کہا جائے اور جب اسم گرامی "محمد" کہا جائے تو اس کا ادب ملحوظ رکھا جائے۔

☆ مرکب ناموں میں ترکیب کو غور کر لیا جائے کہ وہ خلاف اسلام معنی پر مشتمل تو نہیں یا معنوی اعتبار سے کوئی اور نقص تو واقع نہیں ہو رہا ہے۔ مردوں کو عورتوں کے اور عورتوں کو مردانہ نام سے موسوم نہ کرنا چاہیئے۔

☆ نام تعلیمات اسلامی کے مطابق ہونا ضروری ہے لیکن جغرافیائی اعتبار سے اور زبان مروجہ کو ملحوظ رکھتے ہوئے غیر عربی الفاظ پر مشتمل نام بھی رکھے جاسکتے ہیں۔ مگر فوقیت عربی ناموں کو دینی چاہیئے کہ قومی تشخص برقرار اور تمیز رہے۔

www.ksars.org

اسمائے حسنہ

جس طرح بُرے نام انسانیت کے نام پر ایک بد نما داغ کی حیثیت رکھتے ہیں اسی طرح اچھے نام انسان کے شرف واحترام کا ذریعہ ہوتے ہیں۔یہی وجہ ہے کہ نبی کریمؐ اچھے ناموں کو سن کر مسرور ہوتے۔

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں:

رسول اللہؐ اچھے نام ہی پسند فرماتے۔

اچھے ناموں سے جو شغف آپ کو تھا اور جس حد تک آپ ان کا لحاظ فرماتے اس کا کچھ اندازہ اس حدیث سے ہو سکتا ہے کہ آپ نے ارشاد فرمایا:

”**ترجمہ:** میری بارگاہ میں جب کوئی قاصد بھیجا جائے تو اچھی صورت اور اچھے نام ہی کا بھیجا جائے، آپؐ اچھے ناموں کی اچھائی کو پسند فرماتے اور لوگوں کو اچھے نام رکھنے کی تاکید فرماتے۔ آپؐ فرماتے کہ دنیا ہی میں نہیں آخرت میں بھی انہی ناموں سے پکارا جائے گا۔اس لئے نام اچھے رکھا کرو۔

اسی طرح آپؐ نے والدین کو حکم دیا ہے:

ترجمہ: جس کسی کے ہاں کوئی بچہ پیدا ہو تو اسے چاہیئے کہ اس کا اچھا سا نام رکھے چنانچہ احادیث مندرجہ بالا سے یہ بات واضح ہوگئی کہ اسلام صرف اچھے اور پسندیدہ ناموں کی تعلیم دیتا ہے اور برے ناموں کو تبدیل کرنے کا حکم دیتا ہے اسلام میں جن ناموں کو اسمائے حسنہ سے تعبیر کیا گیا ہے ان کا معیار یہ ہے کہ وہ معنوی حیثیت سے اچھے ہوں، خدا کی بندگی اور اس کی تعریف و توصیف پر مبنی ہوں انبیاء کے ناموں کی مثل ہوں اور سچے ہوں جیسا کہ آئندہ تفصیل سے معلوم ہوگا۔

اچھے نام:

اسلامی تعلیمات کی رو سے ناموں کے حسن قبح پر جو گفتگو سابقہ صفحات میں کی گئی ہے اگر ان کو مد نظر رکھ کر ناموں کا انتخاب کیا جائے تو ان ناموں کو اسلامی نام کہا جائے گا چنانچہ اسلام نے یہ ذمہ داری والدین پر عائد کی ہے کہ وہ بچوں کی ولادت کے بعد ان کے اچھے نام رکھا کریں جیسا کہ آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا:

www.ksars.org

ترجمہ: جس کے ہاں کوئی بچی پیدا ہو تو اسے چاہیئے کہ اس کا اچھا سا نام رکھے اور اس کو بہترین تربیت دے اور جب وہ بالغ ہو تو اس کا نکاح کر دے۔ اگر سن بلوغ پر پہنچنے کے باوجود نکاح نہ کیا گیا اور وہ گناہ میں ملوث ہو گیا تو اس کا گناہ اس کے باپ پر ہو گا۔ چنانچہ اس ذمہ داری سے عہدہ برا ہونے کے لئے ضروری ہے کہ ناموں کے انتخاب کے وقت تعلیمات اسلامی کو سامنے رکھتے ہوئے اچھے سے اچھا نام منتخب کیا جائے تاکہ بچے پر اس کے اچھے اثرات مرتب ہو سکیں اور ناموں کا اسلامی تشخص بر قرار رہ سکے۔ اگرچہ اسلامی ناموں کا دائرہ بہت وسیع ہے اور ان سب کا احاطہ ممکن نہیں لیکن جس قسم کے اسلامی ناموں کو احسن کہا جا سکتا ہے ان کا اجمالی تذکرہ یہاں مناسب ہو گا۔

اللہ تعالیٰ کے پسندیدہ نام:

یوں تو تمام تعریفیں اللہ ہی کو ۔۔۔۔۔ ہیں اور ہر نام جو شریعت اسلامیہ کے مطابق رکھا جائے اللہ تعالیٰ کے نزدیک پسندیدہ ہے لیکن ان تمام ناموں میں سے بھی جو نام اللہ تعالیٰ کو زیادہ پسند ہیں ان کے بارے میں رسول اللہ ؐ کا ارشاد گرامی یہ ہے۔

وحب الا سما الی اللہ عبداللہ و عبدالرحمان

(رواۃ ابی داؤد۔ ونسائی۔ وبخاری فی ادب المفرد)

یعنی اللہ تعالیٰ کے نزدیک تو سب سے پیارے نام عبداللہ اور عبدالرحمان ہیں۔

آنحضرت ؐ کے اس ارشاد گرامی کا مطلب یہ ہے کہ وہ تمام نام جو اسمائے حسنیٰ پر رکھے جائیں اور ان سے خدا تعالیٰ کی عبدیت کا اظہار ہوتا ہو اللہ تعالیٰ کے نزدیک نہایت پسندیدہ ہیں چنانچہ عبداللہ۔ عبدالرحمان۔ عبدالرحیم۔ عبدالخالق، عبدالقادر، عبدالمالک، عبدالقدوس، عبدالسلام، عبدالعزیز۔ عبدالباری وغیرہ سبھی نام اللہ تعالیٰ کو پسند ہیں جیسا کہ اس دوسری حدیث سے اس کی تائید ہوتی ہے کہ۔

ترجمہ: اچھے نام وہ ہیں جو حمد اور عبد سے بنائے جائیں۔

گویا وہ تمام نام جن سے اللہ تعالیٰ کی حمد ثناء کا اظہار ہو اور ان سے اللہ تعالیٰ کا بندہ ہونا ظاہر ہو خیر الاسماء قرار دیئے گئے ہیں۔ ان ناموں کی اس فضیلت کے علاوہ ان کا افادی پہلو یہ بھی ہے کہ ان سے دعوت توحید اور تبلیغ اسلامی کا منشاء بھی پورا ہوتا ہے جیسا کہ شاہ ولی اللہؒ صاحب محدث دہلویؒ نے اس افادے کو بیان کیا ہے۔

"معلوم ہونا چاہیئے کہ شریعت کے اہم ترین مقاصد میں سے ایک یہ بھی ہے کہ تمام ارتفاقات ضروریہ اور تدابیر معاشیات واقتصادیات میں بھی ذکر الہٰی شامل کر دیا جائے اور اسے دوچند کر دیا جائے تاکہ یہ امور بھی دعوت اسلامی

www.ksars.org

کی زبان بن کر حق کی دعوت دیں اور نومولود بچے کو عبد اللہ اور عبد الرحمان سے منسوب کرنا درحقیقت توجہ سے آگاہ کرنا ہے۔"(حجۃ اللہ البالغہ۔ج۲۔۲۹ے)

اسمائے حسنیٰ پر رکھے جانے والے ناموں سے نہ صرف تبلیغ دعوت اسلامی کا منشاء پورا ہوتا ہے بلکہ جس طرح اخلاق خداوندی کا علم اسمائے الٰہیہ سے ہوتا ہے اسی طرح ان صفات الٰہیہ سے کہ جس پر مسمی کو موسوم کیا جاتا ہے انصاف و خلق خداوندی بھی حاصل ہونا ممکن ہوتا ہے کیونکہ اسم کو اپنے مسمی سے جو گہری نسبت ہوتی ہے اس کا یہ عین تقاضہ ہے کہ اسم اپنی صفات سے موصوف و موسوم کو متعصف اور متاثر کرے اور جیسا کہ اخلاق الٰہیہ حصول کا حکم بھی دیا گیا ہے۔

تخلو باخلاق اللہ۔

یعنی اپنے آپ کو اخلاق خداوندی کا خوگر بناؤ۔

بہرکیف اگر اسمائے الٰہیہ پر نام رکھے جائیں تو نہ صرف ان سے یہ فوائد مذکورہ حاصل ہوں گے بلکہ والدین اپنے فرائض سے بطریق احسن عہدہ برہ ہونے کے علاوہ اجر و ثواب کے مستوجب بھی ہوں گے۔

ایک خطرناک غلطی:

اسمائے حسنیٰ پر رکھے جانے والے ناموں کا "احب الاسماء" اور "خیر الاسماء" ہونا لاریب ہے۔ لیکن بدقسمتی سے فی زمانہ روزمرہ زندگی میں جو اختصار پسندی رواج پا رہی ہے اس کے نتیجہ میں ان احب الاسماء کا اختصار بھی کر لیا گیا ہے چنانچہ عبد الرب کا اب رب صاحب، عبد المعبود کا معبود صاحب عبد الحق صاحب کا حق صاحب، عبد السبحان کا سبحان صاحب، عبد الخالق صاحب اور عبد الباری صاحب کا باری صاحب ہو کر رہ گئے ہیں۔ جس کا نام اور منصب "عبد" تھا اس اختصار پسندی نے ان کو منصب "معبود" عطا کرنے والا۔ خدا کا بندہ خدا کہا جائے اور مخلوق کو خالق کا نام دے دیا جائے تو الزام کس کو دیا جائے گا؟ توہین کس کی ہوگی اور گناہ گار کون ہوگا یہ پہلو غور کے قابل ہے اور اگر احساس کر لیا جائے تو اس کی اصلاح ضروری ہے۔

انبیاء اور برگزیدہ بندوں پر نام:

اللہ تعالیٰ کے سب سے مقرب اور برگزیدہ بندے وہ ہیں جنہیں انسان کی رہنمائی اور ہدایت کے لئے منصب نبوت سے سرفراز فرمایا گیا ہے اور ان میں سے کچھ تذکرہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں بھی کیا ہے نہ صرف یہ انبیاء و رسل اللہ تعالیٰ کو محبوب تھے بلکہ ان کے نام بھی اللہ تعالیٰ کو پسند تھے اس لئے آنحضرتؐ نے مسلمانوں کو ان کے

www.ksars.org

ناموں پہ نام رکھنے کی طرف تحریص دلائی ہے کہ تا کہ ان ناموں کی برکت و سعادت سے مسلمان بھی بہرہ یاب ہو سکیں۔ چنانچہ آپؐ نے ارشاد فرمایا ہے۔

ترجمہ: اپنے نام نبیوں کے نام پر رکھو۔

جن انبیاء کا ذکر قرآن مجید میں کیا گیا ہے ان کے میں حضرت آدمؑ۔ حضرت شیثؑ۔ حضرت نوحؑ۔ حضرت یعقوبؑ۔ حضرت یحییٰؑ۔ حضرت شعیبؑ۔ حضرت ذکریاؑ۔ حضرت ابراہیمؑ۔ حضرت عیسیٰؑ۔ حضرت اسحاقؑ۔ حضرت یونسؑ۔ حضرت خضرؑ۔ حضرت موسیٰؑ۔ حضرت ہارونؑ۔ حضرت عیسیٰؑ اور خود نبی کریمؐ شامل ہیں۔ ان انبیاء کے ناموں پر نام رکھنا آنحضرتؐ کی حکمی سنت ہے اور مسلمانوں کا اس سنت پر ہر زمانے میں عمل بھی ہو رہا ہے۔

انبیاء کرام کے بعد مسلمانوں کے نزدیک وہ تمام نام بھی متبرک رہے ہیں جو صحابہ کرام کے تھے چنانچہ صحابہ اور صحابیات کے ناموں پر بھی ہر دور میں مسلمانوں نے اپنے نام رکھنے کو سعادت و برکت کا ذریعہ تصور کیا ہے ان پاکیزہ ہستیوں کی بعد وہ تمام نام بھی مسلمانوں میں رکھے جاتے رہے ہیں۔ جو اولیاء اللہ اور امت مسلمہ کی نامور ہستیوں سے تعلق رکھتے ہیں چنانچہ آنحضرتؐ نے مسلمانوں کو اس طرف بھی رغبت دلاتی ہے اور فرمایا ہے۔

ترجمہ: اپنے بہترین لوگوں کے ناموں پر نام رکھو۔

سچے نام:

ارشاد نبویؐ ہے۔

ترجمہ: سب سے سچے نام تو حارث اور ہمام ہیں۔

آنحضرتؐ کے اس ارشاد گرامی کا مطلب یہ ہے کہ ایسے نام رکھے جائیں جو حقیقی اوصاف پر مبنی ہوں چونکہ کسب اور ارادہ دونوں ہی انسانی اوصاف ہیں اس لئے آپؐ نے ان پر مبنی ناموں کو امثالاً ذکر فرمایا ہے لہذا وہ تمام صفات جن کا انسان خوگر یا معتصف ہے تو ان اوصاف پر مبنی تمام نام سچے نام کہے جائیں گے اور جیسا کہ ہم نام کی سچائی پر خود بھی یقین رکھتے ہیں اور اپنے اداروں، تجارتی مراکز، کتابوں اور ادویہ وغیرہ کے نام ان کے حقیقی اوصاف اور مقاصد کو سامنے رکھ کر ہی تجویز کرتے ہیں، چنانچہ اسی مطابقت کو سچائی سے تعبیر کیا جاتا۔ تعجب ہو گا اگر انسان خود اپنے ناموں میں اس حقیقی اصول کو فراموش کر دے اور اس سے انحراف کرتے ہوئے غیر موزوں، خلاف حقیقت ناموں پر اصرار کرے۔

اسم گرامی محمدؐ اور احمدؐ پر نام:

www.ksars.org

یوں تو سبھی انبیاء کے ناموں پر نام رکھنے کو باعث فضیلت قرار دیا گیا ہے لیکن جس طرح دوسرے انبیاء پر نبی اکرمؐ کے فضائل و کمالات کو تفوق وبرتری حاصل ہے اسی طرح آپ کے نام نامی پر نام رکھنے کی فضیلت وبرکت بھی سب سے زیادہ ہے چنانچہ اس سخاوت وبرکت کے حصول کے لئے آنحضرتؐ نے خود بھی مسلمانوں کو تحریص دلائی اور ارشاد فرمایا:

ترجمہ: میرے نام پر نام رکھو۔

یہی نہیں کہ آپؐ نے اپنے نام پر اس حکم کے ذریعے نام رکھنے کی اجازت مرحمت فرمائی بلکہ اس نام کے ذریعہ سعادت حاصل نہ کرنے کو جہالت سے بھی تعبیر فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا۔

ترجمہ: جس کے تین بیٹے ہوئے اور اس نے ان میں سے ایک کا بھی نام محمدؐ کے نام پر نہ رکھا تو اس نے جہالت کا ثبوت دیا کہ اس کے فائدہ و ثواب کو نہ جانا۔

چنانچہ ایک اور موقع پر آپؐ نے ارشاد فرمایا:

ترجمہ: تم میں سے کسی کا کیا نقصان ہے اگر اس کے گھر میں ایک محمد یا تین محمد ہوں اس لئے نہ صرف آپ کے نام پر نام رکھنا باعث فضیلت ہے بلکہ ذیل احادیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اسم گرامی پر نام نہ رکھنا باعث محرومی ہے نیز یہ کہ تین بیٹوں میں سے کم از کم ایک بیٹے کا نام آپؐ کے نام نامی پر رکھنا ضروری ہے۔

اسم گرامی پر نام رکھنے کے فضائل کے سلسلہ میں جو احادیث روایت کی گئی ہیں ان میں آپؐ نے ارشاد فرمایا:

ترجمہ: جس کے لڑکا پیدا ہو اور میری محبت اور میرے نام سے برکت کے لیے اس کا نام محمد رکھے تو وہ اور اس کا لڑکا دونوں بہشت میں داخل ہوں گے۔

اسی معنی میں ایک حدیث قدسی یہ ہے۔

ترجمہ: بیشک میں نے اپنے آپ پر ٹھیرالیا ہے کہ جس کا نام احمد یا محمد پر ہو گا اس کو ہرگز آگ میں داخل نہ کروں گا۔

ایسی ہی ایک دوسری حدیث یہ مروی ہے۔

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ مجھے اپنے عزت و جلال کی قسم کہ جس کسی کا نام آپ کے نام پر ہو گا اسے آگ کے عذاب میں مبتلا نہ کروں گا۔

www.ksars.org

اسی طرح ایک روایت کے الفاظ یہ ہیں کہ جس گھر میں احمد اور محمد نام کا کوئی شخص ہوتا ہے اس مکان میں دو بار رحمت کا نزول ہوتا ہے چنانچہ ایک حدیث یہ بھی ہے۔

ترجمہ: جس دستر خوان پر لوگ بیٹھ کر کھانا کھائیں اور ان میں سے کوئی محمد نام کا ہو وہ لوگ ہر روز مقدس کئے جائیں گے۔ حضرت امام مالکؒ نے بھی اس بارے میں لکھا ہے۔

ترجمہ: جس گھر والوں میں کوئی محمد نام کا ہوتا ہے اس گھر میں برکت زیادہ ہوتی ہے۔

مندرجہ بالا ارشادات نبویؐ کا تقاضہ یہ ہے کہ بچوں کا نام رکھتے وقت اسم گرامی کی اہمیت و افادیت اور برکت و فضیلت کے پیشِ نظر زیادہ سے زیادہ بچوں کے نام آپ کے نام پر رکھے جائیں گے تاکہ دنیا و آخرت میں خیر و برکت حاصل ہو سکے۔ چنانچہ حقیقت یہ ہے کہ دورِ نبوت سے لے کر اس وقت تک مسلمانوں میں جس کثرت سے محمد اور احمد کے ناموں کا رواج رہا کوئی اور نام اس قدر عروج پذیر نہیں ہوا۔

اسم گرامی کا ادب:

یوں تو اسم گرامی کا جس قدر بھی ادب کیا جائے کم ہے کیونکہ یہی وہ نام ہے جو اللہ تبارک و تعالی کے نام کے بعد سب سے زیادہ قابل تعظیم ہے اور اسی لئے اس کا احترام مسلمانوں کے لئے ایسا ہی جزو ایمان ہے جیسا کہ خدا تعالیٰ کے بعد آپ نبی کریمؐ کی رسالت پر ایمان ضروری ہے اسی ایمان کی تکمیل اس وقت ہوتی ہے جب نبی کریم محبت دنیا کی ساری محبتوں پر غالب آ جائے۔

ترجمہ: تم میں سے کوئی بھی اس وقت صاحب ایمان نہیں ہو سکتا جب تک اسے اپنی اولاد اور اپنے ماں باپ سے زیادہ نبی کریمؐ سے محبت نہ ہو۔

آپ کی جس تعظیم کا حکم "ولو قروہ" کے ذریعے دیا گیا ہے اس کا تعلق جس طرح آپ کی ذات والا صفات سے ہے اسی طرح آپؐ کے اسم گرامی سے بھی ہے۔ اس لئے ہمیں چاہیئے کہ ہم کسی موقعہ پر اس ادب و احترام سے غافل نہ رہیں بلکہ اس کا ہر لحظہ خیال رکھیں اور اسی میں اپنی نجات سمجھیں۔ جیسا کہ صحابہ کرامؓ اور اکابرین امت کا عمل رہا ہے اور جیسا کہ خدا اور رسولؐ نے اس کا حکم دیا ہے۔

www.ksars.org

بچوں کے نام کب رکھے جائیں

بالعموم ہوتا یہ ہے کہ بچہ کی پیدائش ہوتے ہی والدین یا گھر کا کوئی دوسرا فرد بچے کا نام تجویز کر دیتا ہے یا محکمہ جاتی اندراجات کے خیال سے کوئی نام بعجلت تجویز کر لیا جاتا ہے۔ کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ دادا جان اور نانا جان بچے کو دیکھتے ہی الگ الگ نام تجویز کر ڈالتے ہیں۔ جس سے ددھیالی اور ننھیالی ناموں میں سے ایک کا انتخاب کرنا مشکل ہو جاتا ہے اور بچے کی شخصیت متعدد ناموں کے درمیان گھر جاتی ہے یہ دلچسپ کشمکش بعض اوقات ناگوار صورت اختیار کر جاتی ہے لیکن اس باہمی چپقلش کے ساتھ ساتھ ان متعدد ناموں میں سے ایک کے انتخاب میں جتنی دیر لگتی جاتی ہے بچے پر بھی اس کے خطرناک اثرات مرتب ہوتے رہتے ہیں لہذا ایسے گھرانوں میں جہاں ایسی روایت چل رہی ہوں ان کی اصلاح کی سخت ضرورت ہے۔

بچوں کے نام رکھنے کا کام سرسری اور معمولی نہیں ہے بلکہ یہ ایک مہتم بالشان فرض ہے جس کی ذمہ داری والدین پر عائد ہوتی ہے تاکہ وہ غور و فکر کے بعد نومولود کے لئے کوئی اچھا سا موزوں نام تجویز کر سکیں اس لئے اس بارے میں کہ نومولود کا نام کب تجویز کیا جائے آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا:

ترجمہ: یعنی ہر لڑکا اپنے عقیقہ کے لئے گروی ہے لہذا اس کی طرف سے ساتویں دن قربانی کی جائے اور اس کے سر کے بال مونڈے جائیں اور اس کا نام رکھا جائے۔

اسی طرح ترمذی کی ایک روایت یہ ہے۔

ترجمہ: اور رسول اللہؐ نے بچہ کی پیدائش کے ساتویں دن اس کا نام رکھنے اور اس کی تکلیف دور کرنے اور عقیقہ کرنے کا حکم دیا ہے۔

مندرجہ بالا احادیث کی رو سے بچوں کے نام رکھنے کا وقت ساتویں دن مقرر کیا گیا ہے اس ساتویں دن کا تعین یقیناً خالی از حکمت و مصلحت نہیں ہے اس لئے بہتر یہی ہے کہ نام رکھنے کا عمل اسی دن سے کیا جائے اگرچہ ساتویں دن سے پہلے یا ساتویں دن کے بعد نام رکھنے پر کوئی پابندی عائد نہیں کی گئی ہے بلکہ بعض احادیث سے پیدائش کے دن ہی آپ کا نام تجویز فرمانا ثابت ہے چنانچہ ایک روایت یہ ہے۔

www.ksars.org

ترجمہ: انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ صبح کے وقت رسول اللہؐ حرم سے باہر نکل کر ہمارے پاس آئے اور فرمایا آج شب کو میرے ہاں ایک لڑکا پیدا ہوا ہے اور میں نے اپنے باپ کے نام پر اس کا نام ابراہیم رکھا ہے۔

اسی طرح ایک دوسری روایت کے مطابق آپ حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ کے اسمائے گرامی بھی روز ولادت ہی تجویز فرمائے تھے اور ساتویں روز کا انتظار نہیں فرمایا تھا لیکن اس جواز کے باوجود افضل یہی ہے کہ نام ساتویں دن رکھا جائے۔ بعض اوقات ولادت سے قبل ہی والدین یا بزرگوں کو نومولود کی جنس اور اس کے نام کی بھی بشارت بذریعہ خواب یا القا معلوم ہو جاتی ہے ایسی صورت میں گویا بچے کا نام قبل ولادت ہی تجویز ہو جاتا ہے چنانچہ ایسے حالات میں وہی نام رکھا جاتا ہے اور اس میں شرعاً کوئی قباحت نہیں ہے۔

کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ قاعدے کے مطابق نام تجویز کر دیا گیا لیکن کچھ عرصے گزرنے کے بعد کسی طرح اس بات کا علم ہوا کہ نام موزوں نہیں ہے چنانچہ ایسی صورت میں بھی مجبوری ہے اور اس لئے بہتر نام رکھ دینے میں دیر نہیں کرنی چاہیئے۔ البتہ ناموں کی تبدیلی کو ایک شغل بنالینا سخت خطرناک ہے اس لئے نام کی بابار تبدیلی گریز کرنا چاہیئے اس موضوع پر علیحدہ بھی بحث کی گئی ہے۔

مراسم ولادت:

اگرچہ اس تفصیل کا یہ موقع نہ تھا لیکن بات آگئی ہے تو ان مراسم کا تذکرہ بھی فائدے سے خالی نہیں جو ولادت کے مواقع پر پیش آتے ہیں تاکہ شریعت مطہرہ کے مطابق عمل کیا جاسکے چنانچہ نومولود کی ولادت کے بعد مندرجہ ذیل امور اختیار کرنا شریعت اسلامیہ سے ثابت ہے۔

اذان واقامت:

بچے کی ولادت ہوتے ہی نہلا کر سب سے پہلے اذان کہنے کا حکم ہے چنانچہ ارشاد نبویؐ ہے۔

ترجمہ: اور اگر بچہ پیدا ہوا ہو تو ولادت کے وقت اس کے کان میں اذان کہی جائے۔

خود آنحضرتؐ کا حضرت حسنؓ کے کان میں اذان دینا ثابت ہے چنانچہ عبداللہ بن ابی رافعؓ فرماتے ہیں۔

ترجمہ: دیکھا جیسے کہ رسول اللہؐ نے حضرت حسن بن علیؓ کی پیدائش کے وقت ان کے کان میں اس طرح اذان دی جیسی کہ نماز کی اذان ہوتی ہے۔

ترجمہ: چنانچہ بچے کے دائیں کان میں اس طرح اذان دی جائے۔

اللہ اکبر اللہ اکبر

اشھدان لاالہ الا اللہ۔ اشھدان لاالہ الا اللہ

www.ksars.org

اشهد ان محمد رسول اللہ۔ اشهد ان محمد رسول الله

حی علی الصلوۃ۔ حی علی الصلوۃ

حی علی الفلاح۔ حی علی الفلاح

اللہ اکبر۔ اللہ اکبر

لاالہ الا اللہ۔

اور بائیں کان میں اقامت اسی طرح کہی جائے۔

اللہ اکبر۔ اللہ اکبر

اللہ اکبر۔ اللہ اکبر

اشھدان لاالہ الا اللہ۔ اشھدان لاالہ الا اللہ

اشهد ان محمد رسول اللہ۔ اشهد ان محمد رسول الله

حی علی الصلوۃ۔ حی علی الصلوۃ

حی علی الفلاح۔ حی علی الفلاح

قد قامۃ الصلوۃ۔ قد قامۃ الصلوۃ

اللہ اکبر۔ اللہ اکبر

لا الہ الا اللہ

تحنیک

ممکن ہو تو اذان بھی کسی مرد صالح سے ہی دلوائی جائے لیکن بالخصوص تحنیک کے لئے کسی مرد صالح سے ہی رجوع کرنا افضل ہے جیسا کہ آنحضرتؐ نے اس رسم کی ادائیگی کا حکم فرمایا۔

ترجمہ: بچہ کو گود میں لے اور اس کو چھوہارا چبا کر دے اور اس کے لئے دعا کرے اور برکت مانگے۔

چنانچہ تحنیک اس رسم شرعی کو کہا جاتا ہے جس میں بچہ کو کسی صالح کی گود میں دے دیا جاتا ہے جو اپنے منہ میں چھوہارا چبا کر اپنی لعاب دہن بچے کے تالو میں اپنی انگلی سے لگا دیتا ہے اس کے بعد بچہ کے لئے درازی عمر و بلندی اقبال اور سعادتمندی کی دعامانگتا ہے۔

عقیقہ:

بچہ کی پیدائش کے ساتویں دن عقیقہ کرنا سنت ہے۔ عقیقہ کا ذبحہ دراصل ایک طرح سے بچہ کا صدقہ ہے اور اس کی تاکید ان الفاظ میں فرمائی گئی ہے۔

www.ksars.org

ترجمہ: آنحضرتؐ نے فرمایا ہر لڑکا اپنے عقیقہ کے بدلے میں گروی ہے لہذا اس کی طرف سے جانور کی قربانی کی جائے۔

چنانچہ اس ارشاد نبویؐ کی روشنی میں اس طرح شے کا چھڑانا ضروری ہوتا ہے اسی طرح لڑکے کو عقیقہ کر کے چھڑانا چاہیئے۔ امام جنبلؒ کی روایت یہ ہے کہ ارشاد شفاعت کے باب میں سے یعنی اگر کسی بچے کا عقیقہ نہ کیا گیا اور ساتویں دن کے بعد مر جائے تو اپنے ماں باپ کی شفاعت نہ کرے گا بہر حال عقیقہ کی اہمیت پر آنحضرتؐ نے جن الفاظ میں تاکید فرمائی ہے اس کا تقاضہ یہ ہے کہ مسلمان اس سے غفلت نہ برتیں اور ساتویں دن کا ذبحہ کریں، نہلائیں، دھلائیں اور بچے کے بال منڈوا کر بالوں کے ہم وزن چاندی صدقہ کریں۔

احادیث نبویؐ سے حضرت حسنؓ اور حسینؓ کا عقیقہ ثابت ہے جیسا کہ روایت ہے۔

ترجمہ: آنحضرتؐ نے حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ کی طرف سے عقیقہ کیا۔

اسی طرح یہ بھی ثابت کہ آپؐ نے عقیقہ میں ان کی طرف سے دو جانور ذبحہ فرمائے۔

ترجمہ: رسول اللہؐ نے حضرت حسنؓ و حسینؓ کی طرف سے ان کا عقیقہ دو دو مینڈھوں سے کیا جبکہ لڑکی کی طرف ایک ہی جانور ذبحہ کرنے کا حکم ہے جیسا کہ اس حدیث میں آیا۔

ترجمہ: رسول اللہؐ نے فرمایا لڑکے کے عقیقہ کے لئے دو بکریاں برابر والی اور لڑکی کے لئے ایک بکری ہے خواہ نر ہو یا مادہ۔

بہر حال بکر و بکری، مینڈھا اور دنبہ سبھی سے عقیقہ ہو سکتا ہے اگر بڑے جانور ہوں تو ان کے سات حصے ہو سکتے ہیں یعنی لڑکوں کے لئے دو حصہ لے کر بھی عقیقہ کیا جا سکتا ہے البتہ عقیقہ کے جانور کی شرائط بھی وہی کچھ ہیں جو قربانی کے جانور کی ہوتی ہیں۔ اسی طرح گوشت کی تقسیم میں بھی قربانی کی طرح تین حصے کئے جاتے ہیں جس جانور کی قربانی نہیں ہو سکتی اس کا عقیقہ بھی نہیں ہو سکتا۔ عقیقہ کا جانور ذبح کرنے سے پہلے جو دعا پڑھی جاتی ہے وہ یہ ہے۔

”اَللّٰھمَّ ھذِہٖ عَقِیْقَةُ ابْنِيْ فَاِنَّ دَمَھا بِدَمِه وَلَحْمَھا بِلَحْمِه وَعَظْمَھا بِعَظْمِه وَجِلْدھا بِجِلْدِہٖ وَشَعْرَھا بِشَعْرِہٖ، اَللّٰھمَّ اجْعَلْھا فِدَاءً لِابْنِيْ مِنَ النَّارِ.“

اگر عقیقہ لڑکی کا ہو تو

www.ksars.org

''اَللّٰھمَّ ھذِہٖ عَقِیْقَۃُ بِنْتِیْ فَاِنَّ دَمَھا بِدَمِھَا وَلَحْمَھا بِلَحْمِھَا وَعَظْمَھا بِعَظْمِھَا وَجِلْدھا بِجِلْدِھَا وَشَعْرَھا بِشَعْرِھَا، اَللّٰھمَّ اجْعَلْھا فِدَائَ لِابْنَتِیْ مِنَ النَّارِ.''

عقیقہ ساتویں دن ہی مسنون ہے اس لئے اگر اس دن نہ کیا جائے اور بعد میں کیا جائے تو مسنویت ختم ہو جاتی ہے اور صرف صدقہ رہ جاتا ہے اس لئے عقیقہ کا اہتمام ساتویں دن ہی کرنا چاہیئے اگر بعض مجبوریوں کی وجہ سے ساتویں دن عقیقہ نہ ہو سکے تو بھی صدقہ کے طور پر جانوروں کا ذبحہ بچے کے لئے ضروری تصور کرنا چاہیئے اور اسے بچے کی زندگی کا فدیہ خیال کرنا چاہیئے۔ عقیقہ کی کھال بھی صدقے کے طور پر دی جاتی ہے اور گوشت کا صرف 1/3 گھر والے استعمال کر سکتے ہیں عقیقہ کے گوشت کے سلسلے میں جو یہ مشہور ہے کہ اسے والدین یا نانا نانی اور دادا دادی استعمال نہیں کر سکتے قطعی بے سند بات ہے اور بلا کراہیت اسے گھر کا ہر فرد استعمال کر سکتا ہے۔ غربا و مستحقین اور اعزہ و اقرباء کا حصہ گوشت تقسیم کر کے بھی ادا کیا جا سکتا ہے اور کھانا پکا کر بھی ان کو کھلایا جا سکتا ہے۔ ذبحہ جانور کے بعد سر کے بال منڈے جاتے ہیں اور یہ عمل بھی عقیقہ کا ایک حصہ ہے سر مونڈنے کے بعد سر پر زعفران لگاتے ہیں لیکن یہ امر مشروع نہیں ہے ممکن ہے طبی نقطہ نظر سے اس میں کوئی منفعت ہو۔

نام رکھنا:

عقیقہ اور نام رکھنے کے لئے شارع علیہ السلام نے جو دن تجویز فرمایا ہے وہ پیدائش سے ساتویں دن ہے ارشاد نبویؐ ہے۔

ترجمہ: جس کے ہاں کوئی بچہ پیدا ہو تو اس کو چاہیئے کہ اس کا اچھا نام رکھے۔ لہٰذا تعلیمات اسلامی کی روشنی میں اچھے سے اچھا نام منتخب کر کے ساتویں دن عقیقہ سے پہلے رکھ دینا چاہیئے۔ اگرچہ نام رکھنے کی کوئی تقریب مقرر نہیں کی جاتی لیکن بہتر یہ ہے کہ کسی باعلم اور مرد صالح سے نام رکھوایا جائے۔

تعلیم و تربیت:

بالعموم رواج ہے کہ جب بچہ کی عمر چار سال چار مہینے چار دن ہو جاتی ہے تو رسم ''بسم اللہ'' ادا کرنے کے لئے باقاعدہ ایک پُرلطیف تقریب منعقد کی جاتی ہے جس میں بچہ سے بسم اللہ اور حروف تہجی کہلوائے جاتے ہیں اور شیرینی وغیرہ تقسیم کی جاتی ہے حالانکہ شرعاً چار سال چار مہینے چار دن کی عمر کی کوئی اصل نہیں ہے اور یہ محض اختراع ہے البتہ احادیث میں صرف اتنا ہے کہ:

ترجمہ: اور جب بچہ بولنے لگے تو اسے لا الہ الا اللہ سکھایا جائے یا اچھی تعلیم کے بارے میں فرمایا گیا ہے کہ:

ترجمہ: والدین کو چاہیئے کہ اپنے بچہ کا اچھا سا نام رکھیں اور اسے ادب سکھائیں۔

www.ksars.org

بسم اللہ کے لئے کسی عمر کا تعین نہیں کیا گیا اگرچہ بچہ بولنا سیکھ جائے اور بسم اللہ کرائی جاسکے تو چار سال چار ماہ سے پہلے بھی تعلیم کا آغاز ہو سکتا ہے کیونکہ ارشاد نبویؐ یہ ہے۔

ترجمہ: علم حاصل کرو گہوارے سے قبر کی گود تک۔

ختنہ:

ختنہ کی رسم زمانہ قدیم سے سنت چلی آرہی ہے اور آنحضرتؐ نے بھی اسے جاری رکھنے کا حکم دیا ہے۔ جیسا کہ احادیث میں آیا ہے۔

ترجمہ: ختنہ قدیمی سنت ہے۔

فتاویٰ عالمگیریہ میں ہے کہ اگرچہ علماء کے ایک گروہ نے ختنے کے وجود پر دلالت کی لیکن صحیح یہی ہے کہ ختنہ سنت ہے نیز جواہر اختادبی کے حوالے سے کہا گیا ہے کہ ختنہ ولادت کے ساتویں دن یا اس کے بعد کرنا جائز ہے۔ جبکہ سراجیہ نے ختنہ کی مدت سات سال سے بارہ سال تک کی عمر میں مستحب قرار دیا ہے ختنہ کرنا صرف مسلمانوں کے لئے ضروری قرار دیا گیا ہے بلکہ حفظان صحت اور طبی نقطہ نظر سے بھی ختنہ کا عمل نہایت مفید ہے چنانچہ غیر مسلمین بھی اس کی افادیت کے قائل ہیں۔

نماز کی تاکید:

بچہ کی تعلیم کا آغاز قرآن مجید سے کیا جائے۔ ممکن ہو تو حافظ کر دیا جائے ورنہ پارہ عم کی بعض چھوٹی چھوٹی سورتیں اور سورۃ فاتحہ یاد کرادی جائیں نیز ارکان نماز اور وضو و طہارت کے آداب و مسائل ذہن نشین کرائے جائیں اور نماز کی طرف راغب کیا جائے۔ جب بچہ کی عمر سات برس کی ہو جائے تو اسے نماز کی پابندی کا حکم دیا جائے اور عمداً ترک صلوٰۃ پر گوشمالی کی جائے شارع علیہ السلام نے نماز کی عادت نہ پڑنے پر اس عمر میں سزا کی اجازت بھی دی ہے چنانچہ ارشاد نبویؐ ہے۔

ترجمہ: جب بچہ سات برس کا ہو جائے تو نماز نہ پڑھنے پر اسے سزا دو۔

لیکن اس کی تعمیل اسی وقت ممکن ہے جب والدین خود قیام نماز کا عملی نمونہ بچوں کے سامنے پیش کریں اور اس عمر سے پہلے ہی بچہ کو نماز کے لئے تحریض و ترغیب اور تعلیم و تربیت کے ذریعے تیار کر سکیں۔

www.ksars.org

بچہ کو نظر لگنا:

نظر لگنا اور اس کے اثرات سے بچوں کا بیمار پڑ جانا سے ثابت ہوا ہے کہ اور روز کا مشاہدہ ہے جس کی تفصیل اس موقعہ پر مناسب نہیں ہو گی البتہ اگر نظر لگ جائے تو ارشاد نبویؐ یہ ہے کہ ذیل کی دعا پڑھ کر بچے پر دم کریں یا اسے لکھ کر بچے کے گلے میں ڈال دیں۔

اعوذ بکلت ان القامت من شرکل شیطان و ھا متہ شرکل مین الامۃ

ترجمہ: میں پناہ مانگتا ہوں اللہ کے کلمات نامہ کی ہر شیطان اور ہر زہریلے کاٹنے والے اور ہر لگ جانے والی نظر کی برائی سے۔

آنحضرتؐ حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ پر انہیں کلمات کو دم فرمایا کرتے اور فرماتے کہ تمہارے جد امجد حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام اور حضرت اسحاق علیہ السلام انہی الفاظ سے تعوذ کیا کرتے تھے۔

www.ksars.org

نام کس سے رکھوائے جائیں؟

جس طرح نام احسن بھی ہوتے ہیں اور قبیح بھی اسی طرح بعض نام بعض کے لئے موزوں بھی ہوتے ہیں اور بعض کے لئے غیر موزوں نام شخصیت پر خوشگوار اثرات ڈالتے ہیں اور نصرت و کامرانی کی نوید ثابت ہوتے ہیں جبکہ غیر موزوں نام ہر عتبار سے شخصیت پر ناگوار اثرات ڈالتے ہیں اور ناکامی و نامرادی کے نقیب ثابت ہوتے ہیں لیکن ناموں کے حسن و قبح کو پرکھنا اور کسی کے لئے ان کی موزونیت اور غیر موزونیت کو جانچنا صرف انہی کا حصہ ہے جو علم و معرفت رکھتے ہوں۔ اس لئے اس سوال کا جواب کہ نام کس سے رکھوائے جائیں یہی ہو سکتا ہے کہ "جو علم رکھتا ہو۔"

اچھا نام اگرچہ سعادت و نیک بختی کا امین ہوتا ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی ضروری ہے کہ نام کے ذریعے بچہ کی شخصیت پر جو پرتو پڑتا ہے وہ کسی ایسی شخصیت کا ہو جو درغ و تقویٰ کے اعتبار سے مومن و صالح بھی ہو۔ کیونکہ فی الحقیقت علم و معرفت کے یہی دو پیکر ہیں جن کے لیے ارشاد نبویؐ یہ ہے کہ فراست سے ڈرو کیونکہ وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے اور یہی وہ پاکیزہ نفوس ہیں جن کی شان یہ ہے کہ۔

گفتہ او گفتہ اللہ برد
گر چہ از علقوم عبداللہ بود

(مولانا روم)

یہی وہ لوگ ہیں جو کہ فدائے علم و خبر کے دریا کے علم معرفت کے شناور ہیں۔ ان کی نظر وہ کچھ دیکھتی ہے جو کہ کوئی نہیں دیکھ سکتا اور یہ جو کچھ جانتے ہیں جو ہر کوئی نہیں جان سکتا۔ بہر حال نام کی اہمیت و افادیت کا تقاضہ یہ ہے کہ اس کا انتخاب کسی ایسی شخصیت سے کرایا جائے جو علوم شرعیہ کے جملہ حقائق و معارف پر دستگاہ رکھتا ہو تا کہ نام کی وہ ساری اچھائیاں اور برکتیں جو سعادت مندی اور سرخروئی کا ذریعہ ہو سکتی ہیں حاصل ہو سکیں۔

شریعت مطہرہ کے نزدیک جو نام احسن ہیں ان میں کسی بھی نام کا انتخاب اپنی پسند کے مطابق کیا جا سکتا ہے پھر بھی نام رکھنے کے متعدد طریقے ہیں اور کسی بھی طریقے سے استفادہ کیا جاسکتا ہے۔ جیسا کہ آئندہ صفحات میں انہیں

www.ksars.org

بیان کیا جائے گا۔ لیکن یاد رکھنا چاہیئے کہ اچھے نام وہی ہو سکتے ہیں جو شریعت اسلامیہ کی تعلیمات کے مطابق ہوں اور ان میں کوئی اسلامی قباحت موجود نہ ہو مگر یہ صرف اچھے نام ہوں گے۔ والدین اس انتخاب کے لئے ماجور اس وقت ہوں گے جب اس انتخاب سے ان کی نیت بھی اسلامی ہو اور وہ بچہ کو اچھائیوں کا خوگر بنانے کا ارادہ بھی کریں۔ چونکہ عموماً والدین اس ذمہ داری کو پورا نہیں کر پاتے اس لیے اگر یہ مشورہ دے دیا جائے کہ وہ ناموں کا انتخاب کسی مرد صالح سے کرائیں یا کریں اس سے وہ جمیع مقاصد حاصل ہو سکتے ہیں جن کی ضرورت والدین اور بچہ کو ہوتی ہے۔

نام رکھنے کے متعدد طریقے:

زمانہ قدیم سے نام رکھنے کے متعدد طریقے رائج ہیں اس لئے ناموں کی تجویز و انتخاب میں ان سے مدد لی جا سکتی ہے۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ بنیادی طور پر ان تمام طریقوں میں افادیت کا کوئی نہ کوئی پہلو ضرور موجود ہے لہذا ان سے استفادہ میں کوئی مضائقہ نہیں ہے ان طریقوں میں سے چند ایک یہ ہیں۔

تفاؤل کے ذریعے:

بچہ کی پیدائش کے بعد گھر کا کوئی بڑا بوڑھا رکھنے کے ارادے سے قرآن مجید سے تفاؤل کرتا ہے اس کا طریقہ یہ ہوتا ہے کہ بسم اللہ کہہ کر قرآن مجید کو درمیان سے کہیں کھولا جاتا ہے اور پہلے صفحہ کی پہلی سطر سے کوئی مناسب لفظ نام کے لیے چن لیا جاتا ہے۔ پھر اس میں اللہ، محمد، احمد، عبد وغیرہ کے اضافہ سے نام کو مکمل کیا جاتا ہے۔ اگر ایسا ممکن نہ ہو تو پھر اس پہلی سطر کے پہلے حرف کو لے لیا جاتا ہے اور اسی حرف سے کوئی مناسب نام رکھ لیا جاتا ہے اگرچہ شرعاً اس تفاؤل کی کوئی اصل نہیں ہے لیکن عقیدت کے طور پر اس نام کو قرآن مجید سے نکلا ہوا نام تصور کیا جاتا ہے۔ بہر حال اس کے متعدد طریقے ہو سکتے ہیں جن سے نکالے ہوئے ناموں کے بارے میں اعتقاد یہ ہوتا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی منشاء کے تحت رکھے گئے ہیں۔

قرعے کے ذریعے:

کبھی ایسا کیا جاتا ہے کہ بہت سارے نام جو سب کے سب پسندیدہ ہوتے ہیں ان کو علیحدہ علیحدہ لکھ لیا جاتا ہے پھر ان میں سے ایک نام پر آنکھ بند کر کے انگلی رکھی جاتی ہے یا ان کی پرچیاں بنا کر ایک پرچی اٹھالی جاتی ہے اور پھر اسی نام کو رکھ دیا جاتا ہے، یہ تقدیری نام کہلاتا ہے اور اس فیصلہ کو قبول کرنا پر خدائی فیصلہ قرار دیا جاتا ہے۔

قافیہ بندی:

www.ksars.org

کبھی اپنی پسند سے کوئی ایک قافیہ چن لیا جاتا ہے اور سارے بچوں کے نام اسی قافیہ سے ملا کر رکھے جاتے ہیں۔ مثلاً جلیل، خلیل، شکیل، عقیل وغیرہ یا سلیم، کلیم علیم وغیرہ یا وحید، حمید، سعید، رشید وغیرہ چنانچہ یہ نام تنہا اور کبھی اللہ، محمد، احمد، علی، حسن، حسین وغیرہ کی ردیف پر رکھے جاتے ہیں اور ہر نومولود کا نام اسی ردیف پر قافیے ملا کر رکھ لیا جاتا ہے اس سے والدین کے نزدیک یہ فائدہ مقصود ہوتا کہ ایک گھرانے کے افراد کو اس قافیے کی مدد سے باآسانی اور امتیازی طور پر پہچانا جاسکے۔ ظاہر ہے کہ اس قسم کے نام حدود و تعلیمات اسلامی کے اندر ہوں تو ان میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

استخارہ کے ذریعے:

کبھی نام کے انتخاب کے لیے استخارہ کیا جاتا ہے استخارہ چونکہ اللہ تعالیٰ سے مشورے کا ایک مسنون طریقہ ہے اس لئے کسی پسندیدہ نام کو ذہن میں رکھ کر استخارہ کیا جاتا ہے اور اطمینان کی کیفیت پا کر اسی کو منتخب تصور کیا جاتا ہے یا خواب کے ذریعے اس کا اشارہ حاصل کیا جاتا ہے۔ بہر حال استخارہ کے طریق کو نہایت مستحسن طریقہ کہا جاسکتا ہے۔

علم الاعداد پر نام:

اس علم کی بنیاد حروف کے ابجدی اعداد پر رکھی گئی ہے چنانچہ جب نومولود کا نام رکھنا ہوتا ہے تو تاریخ پیدائش وغیرہ کے اعداد کو جمع کرکے ایسے 9 تک اعداد میں سے کوئی ایک اکائی کا عدد حاصل کر لیا جاتا ہے اور پھر کوئی ایسا نام منتخب کر لیا جاتا ہے جس کا مجموعی عدد اس عدد کے مطابق ہو۔ اس پورے طریقہ کی تفصیل اگلے صفحات میں دی جارہی ہے تاکہ اس سے استفادہ کیا جاسکے۔ ماہرین علم الاعداد نے اس علم پر بہت کچھ لکھا ہے نیز اعداد کی خصوصیات کو بھی بیان کیا ہے اس لئے اس کے دلچسپ ہونے میں کوئی کلام نہیں ہے مگر شرعاً اس کی کوئی اصل نہیں ہے۔ اسے بھی صرف قیاسی علم تصور کرنا چاہیئے جیسے علم نجوم وغیرہ ہیں۔

والدین پر نام:

فی زمانہ ایسے ناموں کو بھی پسند کیا جاتا ہے جو والدین کی نسبت سے رکھے گئے ہوں جیسے والد کا نام اگر محمد عادل ہے تو بیٹوں کے نام ہیں عادل کے ساتھ مختلف نام ملا کر رکھے جاتے ہیں۔ مثلاً اختر عادل، انور عادل، اکبر عادل، اصغر عادل وغیرہ۔ یا انیس احمد کے بیٹوں کے نام انیس مجتبیٰ، انیس مرتضیٰ اور انیس مصطفیٰ وغیرہ یا رفعت انیس، عظمت انیس، صولت انیس، شوکت انیس وغیرہ ہوسکتے ہیں۔ اس طرح ماں کے نام بتول پر بنت بتول، در بتول، امتہ البتول

www.ksars.org

اور شاداں بتول وغیرہ یاماں کے نام زہرا پر زہرا قمر، زہرا نظر، زہرا ثمر، زہرا کوثر، زہرا منظر کے نام رکھے جاتے ہیں البتہ لڑکیوں کے نام والدین کا ملحقہ نام عارضی ثابت ہوتا ہے جو اس قسم کے ناموں کا نقص ہے کیونکہ شادی کے بعد والدین کا نام ہٹا کر شوہر کا نام لگ جاتا ہے مثلاً رفعت انیس کی شادی جمال آفاق سے ہوئی تو رفعت انیس کا نام رفعت جمال ہو گیا اور والدین کا نام انیس متروک ہو گیا۔ اس لئے لڑکیوں پر شخصیت کے دوہرے اثرات پڑنے سے بچانے کے لئے بہتر ہے کہ ان کے نام عام اس طرز پر نہ رکھے جائیں۔

تاریخی نام:

تاریخی ناموں سے مراد وہ نام ہیں جن کے تمام حروف کی عددی قیمت بحساب ابجد سنہ پیدائش کے مطابق ہو۔ خواہ سنہ ہجری ہوں یا سنہ عیسوی یا مختلف ممالک میں رائج مختلف سنین ان کا فائدہ یہ ہے کہ ان کے ذریعے سنہ پیدائش کو یاد رکھا جا سکتا ہے جیسا کہ مغلیہ تاجدار ظہیر الدین محمد بابر کا نام تاریخی تھا۔ علم الاعداد کی رو سے بھی اس قسم کے نام نومولود کے لئے مفید ہوتے ہیں۔ آئندہ صفحات میں اس موضوع پر تفصیل سے روشنی ڈالی گئی ہے۔

اسلاف پر نام:

بعض خاندانوں میں مخصوص قسم کے نسبتی ناموں کا رواج ہے جنہیں ہر نام کے ساتھ دہرایا جاتا رہتا ہے یا دینی، تاریخی اور خاندانی بزرگوں کے ناموں پر نام رکھ لئے جاتے ہیں جن کے بارے میں یہ عقیدہ رکھا جاتا ہے کہ اس مماثلت سے بچہ اپنے اسلاف کے ذریعے برکت و سعادت حاصل کر سکے گا۔ چنانچہ انبیاء، صلحاء، امت، عمائدین قوم اور خاندان کی نامور ہستیوں کے نام رکھنے کا رواج ہر ملک و قوم میں پایا جاتا ہے نیز اسلامی تعلیمات میں بھی اس کو سراہا گیا ہے۔

حروف پر نام:

وقت پیدائش کی مناسبت سے مقررہ حروف سے شروع ہونے والے نام بھی رکھے جاتے ہیں چنانچہ علم الحروف میں ان کے متعدد خصائص اور کیفیات بیان کی جاتی ہیں اس طرح مختلف حروف سے شروع ہونے والے ناموں کی شخصیت پر اثرات کا مطالعہ بھی کیا جاتا ہے جیسا کہ آگے بیان ہو گا۔

نام اوقات پیدائش کے مطابق رکھے جائیں تو یہ نومولود کی شخصیت کے عین مطابق ہوتے ہیں اور زندگی کے دشوار مراحل میں انسان کے معاون اور سچے ہمدرد اور مددگار ساتھی کا کردار ادا کرتے ہیں۔

www.ksars.org

مختلف حروف پر رکھے جانے والے ناموں کے اثرات

مجوزہ علم الحروف کے ذریعے انسانوں کی فطرت و شخصیت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے، تعمیری صلاحیتوں کی نشوونما کی جا سکتی ہے تخریبی صلاحیتوں پر قابو پایا جا سکتا ہے صحت جسمانی کا خیال رکھا جا سکتا ہے اور پیشوں وغیرہ کے انتخاب میں رہنمائی حاصل کی جا سکتی ہے ذیل میں ان اثرات کا مطالعہ کرنے کا طریقہ صرف یہ ہے کہ نام کا پہلا حرف تلاش کر لیا جائے اور حروف کے خانے میں جہاں وہ حروف لکھا ہے اس کے سامنے کے کوائف دیکھ لئے جائیں البتہ نام کا پہلا حرف اس طرح منتخب کیا جائے کہ اصل نام کے آگے پیچھے جو اضافتیں ہیں ان کو چھوڑ دیا جائے اور صرف اصل نام کا سر حروف حاصل کر لیا جائے مثلاً مسعود احمد میں پہلا حرف "م" ہو گا۔ محمد شاہد میں پہلا حرف "ش" ہو گا۔ سید معظم علی میں پہلا حرف "م" ہو گا خلیق حسن رضوی میں پہلا حرف "خ" ہو گا اس طرح بقیہ ناموں کے پہلے حروف نکالے جائیں۔

آ۔اً۔چ۔ع۔ل:

ان کا مزاج گرم و خشک ہوتا ہے۔ متحرک فطرت ہوتے ہیں اس لئے مہم جوئی، سفری، تعمیری، سپاہی اور خود اختیاراتی و آزادی کے کام ہوں یا گارڈ وغیرہ بطور ملازمت۔ بچپن میں اگر ان کو کھیل کود اور ایسی ہی آزادانہ نقل و حرکت کے کاموں میں مصروف رکھنا چاہیئے تا کہ یہ گھر اور باہر احمقانہ حرکتیں نہ کر سکیں۔ قوت جنگجوئی، جرات مندی اور لیڈر شپ کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ بالعموم مضبوط اور فربہی کی طرف مائل خوش شکل اور شریں مقال ہوتے ہیں۔ آنکوں اور سر کے علاوہ پٹھوں کی بیماریاں لاحق ہوتی ہیں یا معدہ اور گردے کی وبائی امراض کا اثر بھی قبول کرتے ہیں۔ غصہ کا شدید ردِ عمل ہو سکتا ہے اس لئے ہتھیار وغیرہ سے دور رکھا جائے۔ تعلیم میں نگرانی کی ضرورت ہے۔ اقامتی تعلیمی اداروں میں رکھا جا سکتا ہے۔ ٹیکنکل تعلیم زیادہ بہتر ہے۔ انہیں تعلیمی سرگرمیوں کے دوران کوئی کلیدی عہدہ مل جائے تو صلاحیتیں ابھرتی ہیں۔ جلد بازی، خود غرضی، طمع، حسد، تکبر، نمود و نمائش اور خود اعتمادی کی کمی ان کی کمزوریاں ہیں۔ یہ گھر سے بھاگ بھی سکتے ہیں اس لئے فکر مندی و نفسیاتی تقاضوں کو سامنے رکھ کر تربیت کرنی چاہیئے۔ یہ تند مزاج لوگوں سے نفرت رکھتے ہیں بھائی بہن سے رابطہ رکھتے ہیں۔ تیسرے، ۱۲ ویں، ۱۰ ویں، ۲۱ ویں اور ۳۵ ویں سال میں بیماریوں کا امکان رہتا ہے۔

www.ksars.org

ا۔اُ۔بُ۔عِ۔عُ۔وَ:

ان لوگوں کا مزاج سرد وخشک ہوتا ہے جادو فطرت کے مالک ہوتے ہیں اس لئے دفتری اور ٹیبل ورک اور غیر متحرک قسم کے کاموں کے لئے موزوں ہوتے ہیں بالعموم وہی کام پسند کرتے ہیں جو باپ دادا کرتے رہے ہوں۔ اچھے ڈاکٹر، کیمسٹ، اکاؤنٹنٹ اور تجارت پیشہ بن سکتے ہیں۔ ملازمت کرنا انہیں پسند نہیں ہوتا ان کا روزگار کے سلسلے میں بیرون ملک جانا مناسب نہیں ہوتا مضبوط تعلیمی ادارے ان کے لئے منتخب نہ کرنا چاہیئے بلکہ ایسے مدرسہ کا انتخاب کرنا چاہیئے جہاں نظم وضبط اچھا ہو۔ ان سے تعلیمی میدان میں توانا ہوتے ہیں لیکن کان، منہ، دانت کی بیماریاں لاحق ہوتی ہیں۔ ان کے گلے کے غدود میں تکلیف پیدا ہو تو ان کو نکلوا دینا چاہیئے۔ ان کو مثانے کی تکلیف بھی ہو سکتی ہے ، انہیں سادہ غذا دینا چاہیئے۔ ورزش ان کے لئے ضروری ہے کافی درختوں اور کھلی فضاؤں والی جگہوں میں رہنا پسند کرتے ہیں گنجان آبادیاں ان کے لئے بہتر نہیں ہیں۔ یہ لوگ بالعموم وجیہہ ہوتے ہیں، کھیل تماشے کے شوقین ہوتے ہیں کم گفتار، ہمدرد، جدت پسند، فرمانبردار اور صبر اور تعمیری خیالات رکھنے والے ہوتے ہیں۔گھریلو ماحول سے متاثر ہونا ضروری ہے۔ نصیحت جلد قبول کر لیتے ہیں۔ ان کو خود پسند کرنے کا موقع دینا چاہیئے۔ دس سال تک یہ لوگ بوریت اور ناخوشی کی کیفیت میں رہتے ہیں چنانچہ دلچسپ مشاغل فراہم کرنا چاہیئے۔

ج۔خ۔ذ۔ز۔ض۔ظ:

ان لوگوں کا مزاج سرد وخشک ہوتا ہے۔ متحرک کے مالک ہوتے ہیں لیکن ہر قسم کے کام کر سکتے ہیں اور کامیابی حاصل کرتے ہیں پر آٹھواں سال ان پر اثر انداز ہوتا ہے۔ سیاست ، تعلیم ،ڈاکٹری لیکن بمقابلہ فزیشن، سرجن اچھے ثابت ہوتے ہیں۔ زراعت، نقشہ نویسی، بلڈنگ ٹریڈ، اکاؤنٹس، فرنیچر اور زراعت کے اچھے پیشے ہو سکتے ہیں۔ ان کے لئے تعلیم ضروری ہے اور اس پر خرچ کیا ہوا پیسہ ضائع نہیں ہوتا۔ ۱۶ سے ۲۱ سال تک تعلیمی سلسلہ جاری رہنا چاہیئے۔ امتحانی نتائج پر زیادہ باز پرس نہ کرنی چاہیئے۔ خود ان پر توجہ دینے کے بجائے خاص طریقوں سے ان کی سرگرمیوں پر نظر رکھنا کافی ہے۔ کسی ایک مضمون میں ان کو مہارت زیادہ حاصل ہوتی ہے دبلے پتلے ہوتے ہیں مگر طاقتور ہوتے ہیں۔ ان میں کیلشیم کی کمی پائی جاتی ہے امراض معدہ اور گھٹنے سے نیچے کا حصہ امراض و تکالیف کی جگہیں ہیں انہیں مقوی غذائیں دینا چاہیئے جوتے چوڑے پنجے کے اور نرم ہونا چاہیئے۔ بیماری میں علاج ضروری ہے آخری عمر میں انہیں جوڑوں کا درد۔۔۔ ہو جاتا ہے عموماً قد چھوٹا اور گردن لمبی ہوتی ہے۔ شرمیلے ہوتے ہیں، مجبوراً ہی روتے نظر آتے ہیں غصہ اور خوشی کے اثرات چہرے سے ظاہر نہیں کرتے۔ مضبوط عادات کے مالک ہوتے ہیں

www.ksars.org

اور بچپن ہی سے خداداد صلاحیتوں کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ نظم وضبط، تحمل، فراست، علم دوستی اور خود اعتمادی کے مالک ہوتے ہیں۔ لیکن جلد غصہ میں آجاتے ہیں اور ضد کے پکے ہوتے ہیں۔ انہیں پھر بھی کبھی سطحی نظر سے نہ دیکھنا چاہیئے ۱۶ سال کی عمر میں شعوری طور پر بالغ ہو جاتے ہیں انہیں احساس کمتری پیدا نہ ہونے دینا چاہیئے۔

ح۔ح۔ہ۔ہ۔ڈ:

ان لوگوں کا مزاج سرد ہوتا ہے متحرک فطرت ہوتے ہیں۔ غیر یقینی منافع یا غیر مستقل کاموں کو پسند نہیں کرتے۔ بحریہ کی ملازمت کرسکتے ہیں کیونکہ مزاج کے مطابق ہے۔ برآمدات کی تجارت منافع بخش ہے نیز ہول سیل، بلڈنگ ٹریڈ، زراعت اور اشیائے خوردونوش کی تجارت بھی مفید ہے۔ ڈاکٹر بھی اچھے رہتے ہیں۔ اچھے معلم بھی بن سکتے ہیں۔ ۲۱ سے ۲۸ سال کی عمر کا حصہ اہم ہوتا ہے پیسہ جلد اور بآسانی پیدا کر لیتے ہیں اور سنبھال کر رکھتے ہیں مکان و جائیداد میں لگا دیتے ہیں۔ سفر کو پسند کرتے ہیں بلکہ اکثر سفر ہی ان کے لئے وسیلہ ظفر ہوتا ہے۔ سینہ، معدہ، آنکھیں لڑکے بائیں اور لڑکی دائیں اور نظام غدود متاثر ہو سکتے ہیں انہیں پردہ اور چاندنی میں کبھی نہ سلانا چاہیئے اس سے ان کو ڈرنے یا سونے میں چلنے کے عارضے لاحق ہو سکتے ہیں۔ بیمار اور کشیدہ ماحول سے انہیں دور رکھنا چاہیئے اس قسم کے بچوں کی اصلاح و فلاح کے لئے زیادہ فکر مند نہیں رہنا چاہیئے۔ یہ لوگ حساس، بردبار، وفادار، تنوع پسند، ہمدرد ثابت ہوتے ہیں اور ماں کی عادات سے متاثر ہونے والے ہوتے ہیں انہیں دن کو بلاوجہ سونے نہ دینا چاہیئے ان پر چاند کے گھٹنے بڑھنے کا اثر بھی ہوتا ہے، اس لئے بہتری کے کام کے لئے پہلے چھ دوران بہتر ہیں۔ موروثی اثرات ان پر پڑتے ہیں وہ ان کا اثر جلد قبول کر لیتے ہیں۔ انہیں اداسی سے بچانا چاہیئے۔

ث۔س۔ش۔ص۔ر:

ان کا مزاج گرم و تر ہوتا ہے۔ جامد فطرت ہوتے ہیں موروثی کاموں کو ہی بالعموم اختیار کرتے ہیں ان سے نئی روش اختیار کرتے ہیں روپے کی ان کے نزدیک کوئی اہمیت نہیں ہوتی۔ سول سروس ان کے لئے بہتر ہو سکتی ہے، لیکن بہترین سروس ایئر فروس کی کہی جاسکتی ہے۔ ترقی کم ہوتی ہے اور درمیانی عمر کے لگ بھگ تک ایک ہی جگہ جمے رہتے ہیں۔ چالیس سال کی عمر کے وقت ترقی اور مصروفیت قابلِ ذکر ہوتی ہے معاشی حالات کا شکار ہوتے ہیں پہلے روپیہ بچانے اور مصلحت اندیشی اختیار کرنے کے طرف توجہ دینی چاہیئے۔ شراکت ان کے لئے بہتر نہیں رہتی۔ الیکٹریکل، انجینیر نگ، تحقیقاتی، سائنٹفک کام اور ڈرافٹسمین شپ ہی ان کے لئے بہتر ہے۔ ان کا ذہنی رجحان مذہبی اور مخفی روحانی علوم کی طرف ہوتا ہے۔ دبلے پتلے اور حساس اعصابی نظام کے مالک ہوتے ہیں۔ کیلشیم کی کمی

www.ksars.org

کی وجہ سے اکثر بیمار رہتے ہیں۔ نظام ہضم کی خرابی اور تیزابیت کا جسم میں بڑھ جانا، ٹخنے، خون کی رگوں، کولھوں، بلڈ پریشر اور آنکھوں کی بیماریاں ہو سکتی ہیں۔ کافی آرام اور طویل نیند کی ضرورت ہوتی ہے۔ ان کی تعلیم میں والدین کو بڑی مدد کرنی پڑتی ہے اس لئے گھر کے مقابلے میں اقامتی ادارے میں تعلیم مناسب ہوتی ہے۔ امتیازی کامیابی کی توقع ان سے نہ کرنی چاہیئے، ویسے ان کا ذہن عمدہ ہوتا ہے۔ میٹرک کے بعد تعلیم ذرا مشکل ہی حاصل کرتے ہیں۔ انہیں دورانِ تعلیم زیادہ آزادی دینا کسی طرح مناسب نہیں۔ ویسے یہ لوگ منفرد ہوتے ہیں۔ ملنسار، محنت پسند، ہمدرد، حوصلہ مند، متجسس اور ماحول کی جان اور خود پر بھروسہ کرنے والے ہوتے ہیں۔ دشمن رکھ کر پچھتاوا اور اعزہ سے قطع تعلق اور بے ڈھنگے پن کی توقعات بھی ان سے کی جاسکتی ہیں۔ ابتدائی عمر میں ضدی ہوتے ہیں اور مشکل سے سنبھالے جاسکتے ہیں اس لئے ہوشیار رہنے کی ضرورت ہے ورنہ یہ آوارہ ہوسکتے ہیں۔

ی۔و۔قوس۔ف:

مزاج گرم وخشک ہے اور دہری فطرت یعنی ضرورت پر متحرک ورنہ جامد ہوتے ہیں۔ آزاد منش ہوتے ہیں اس لئے زیادہ قید وبند میں انہیں نہ رکھنا چاہیئے اگرچہ جسمانی اعتبار سے توانا اور مضبوط ہوتے ہیں لیکن دورانِ خون کی رگوں، جگر اور رانوں یا پھر پھیپھڑوں اور گردن کی ہڈی کی تکالیف ہو سکتی ہیں۔ مشینوں یا بعض اوقات جانوروں سے زخمی ہونے کا اندیشہ رہتا ہے ہائی بلڈ پریشر اور۔۔۔ اور نقریس کا شکار بھی اس وقت ہوسکتے ہیں۔ جب عمر کی درمیانی مدت سے نکل رہے ہوں۔ عمر کے ابتدائی حصے میں تعلیم کی طرف بمشکل رجوع ہوتے ہیں لیکن عہد بلوغت پر پہنچتے ہی کیفیت بالکل بدل جاتی ہے اور ذہنی طور پر بہت مستعد ہو جاتے ہیں۔ اس لئے شروع میں ان کی کوچنگ کا باقاعدہ انتظام ضروری ہے۔ مکینکی مضامین کی طرف ان کا رحجان قوی ہوتا ہے نیز مذہبی تعلیم بھی تندہی سے حاصل کرسکتے ہیں یا پھر ایسی تعلیم دلائی جاسکتی ہے جس سے ان کا تعلق عام لوگوں سے وابستہ رہ سکے۔ یہ سرکاری ملازمتوں کے لائق ہوتے ہیں۔ انہیں بیرونِ ملک جاکر روپیہ کمانے کا اہل کہا جاسکتا ہے۔ بہترین سرجن بھی بن سکتے ہیں اسی طرح صحافت اور زراعت بھی ان کے لئے خالی از دلچسپی نہیں ہے۔ مالی اعتبار سے انہیں خوش بخت کہا جاسکتا ہے لیکن روپیہ خرچ بھی دریا دلی سے کر ڈالتے ہیں اس لئے بچت مشکل ہی سے کرسکتے ہیں۔ ان کا خوش طبع، بے باک آزاد خیال اور ملنسار ہونا ضروری ہے۔ اس لئے فلاحی کاموں میں بھرپور اشتراک کرتے ہیں پھر انہی باتوں میں بے مقصدیت اور بعض اوقات اوچھے پن کا مظاہرہ کرسکتے ہیں۔ صحبت اور ماحول کا اثر قبول کرلیتے

www.ksars.org

ہیں اس لئے اچھے قابل تقلید Followers کہے جاسکتے ہیں۔۲۰،۲۱ اور ۳۰واں سال ان کے لئے اہمیت رکھتا ہے۔

ح۔جوزا۔ق۔کـــــہ:

مزاج گرم تر اور ف کی طرح دہری فطرت کے مالک ہوتے ہیں۔ ہر فن مولا ہوتے ہیں لیکن پیشہ کے انتخاب میں یہی اچھائی ان کے لئے مسئلہ بن جاتی ہے کہ متعدد پیشوں میں کس بہتر پیشے کو اختیار کریں البتہ یہ لوگ۔۔۔ متعلق طباعت واشاعت وغیرہ کے کام یا ٹرانسپورٹ یا شماریات Statistics سے متعلق کام یا پھر کلریکل کام کی ملازمت اختیار کریں تو کامیاب رہتے ہیں۔ وکالت، ریڈیو یا ٹی وی کے اناؤنسر یا ہوائی محکموں کی ملازمتیں بھی ان کی ترقی کے مراکز ہیں۔ انہیں تجارت میں والدین کے علاوہ دوسرے قریبی اعزہ کے ساتھ شراکت سود مند ہوتی ہے۔ ان کا اعصابی نظام نہایت حساس ہوتا ہے۔ اس لئے بے چین فطرت رکھتے ہیں اسی وجہ سے نظام ہضم متاثر ہو جاتا ہے اور تیزابیت جسم میں بڑھ جاتی ہے۔ جس کے لئے انہیں محتاط ہونا چاہیئے اور بھرپور نیند سونا چاہیئے۔ بالعموم سینہ اور پھیپھڑے کے امراض کا شکار ہوتے ہیں اس لئے فوری معالجہ کرنا چاہیئے۔ حالانکہ یہ معمولی مرض کی پروانہیں کرتے آنکھوں کی تکالیف کا اندیشہ بھی غلط نہیں اس لئے کھانے کے دوران ریڈیو سننے اور ٹی وی دیکھنے سے روکنا چاہیئے۔ کھانا زیادہ نہیں کھانا چاہیئے۔ مصروف ماحول اور ساحلی علاقے ان کے لئے مناسب ہیں۔ شور وشغف اور عمل ان کا خاصہ ہیں بے اطمینانی۔ بے وفائی۔ خود پسندی اور تصنیع اوقات ان کے تخریبی پہلو ہیں اس لئے پابندی وقت، مناسب ورزش، وقت پر کھانے اور غلطی مان لینے کا عادی بنانے کی ضرورت ہے ضروری ہو تو ایسے بچوں کو تنبیہہ کے لئے سزا بھی دی جائے۔ انہیں پندرہ سال کی عمر تک نگرانی کی ضرورت ہوتی ہے۔ کبھی کبھی کچھ عرصہ کے لئے دوسرے مقامات پر بھی انہیں لے جانا چاہیئے جو گھر سے دور ہو اور وہاں لطف اندوزی حاصل کر سکیں۔

www.ksars.org

اسد۔م۔ٹ:

ان کا مزاج گرم خشک ہوتا ہے اور جامد فطرت کے مالک ہوتے ہیں حرکت Movement ان کی افتاد کے خلاف ہے چنانچہ اس سے نہ صرف ان کے مزاج کا اندازہ ہو سکتا ہے بلکہ پیشوں پر بھی اس کا اثر پڑتا ہے اگرچہ اپنی زندگی آپ بناتے ہیں اور ہر قسم کے کام یعنی ملازمت اور تجارت سرانجام دے سکتے ہیں لیکن کسی ہنگامی صورتِ حال کو قبول نہیں کر سکتے نہ ہی ایک اختیار کردہ پیشے میں تبدیلی ان کے بس میں ہوتی ہے عمر کے آخری حصے میں ان کا ذہن سیاست کی طرف مائل ہو جاتا ہے یعنی صحت کے اعتبار سے چاق و چوبند اور توانا ہوتے ہیں۔ لیکن دانتوں کی تکالیف یا دل، جگر اور ریڑھ کی ہڈی کی تکلیف ہو سکتی ہیں لڑکوں کی دائیں اور لڑکیوں کی بائیں آنکھ میں بھی تکالیف پیدا ہو سکتی ہیں، اگر انتہائی ناخوشگوار حالات میں بھی تنہائی محسوس نہ کریں تو ناگوار اثرات سے محفوظ رہنے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ گرم آب و ہوا پسند کرتے ہیں اس لئے سردیوں میں انہیں محتاط رہنا چاہیئے اور اس کی طرف خاص توجہ کی ضرورت ہے۔ اگر گرنے یا پیٹھ پر چوٹ لگ جانے کا اندیشہ ہو تو ایکسرے ضرور کرا لینا چاہیئے۔ تعلیمی اعتبار سے اپنے اساتذہ کے مقبولِ نظر رہتے ہیں اور تعلیمی زمانہ بڑی خوشی سے گزارتے ہیں ان کی مناسب تعلیم ان کی ترقی کے لئے ضروری ہے ذہنی بلوغت جلد حاصل کر لیتے ہیں۔ کھیلوں میں دلچسپی رکھتے ہیں۔ زندگی کا دسواں سال ان کی اہمیت کا سال ہوتا ہے۔ یہ اچھے مقرر اور لیڈر بھی بن سکتے ہیں ہر دلعزیز ہوتے ہیں اور خاندان کی نیک نامی کا ذریعہ بنتے ہیں۔ محنتی، جذباتی، دلیر، وفادار اور اطاعت گزار ہوتے ہیں۔ معمولی تنبیہہ سے راہ راست پر آجاتے ہیں والد کا پرتو قبول کرتے ہیں اس لئے والد کو ایک ماڈل ہونا چاہیئے۔ محبت ان کی اچھائی بھی ہوتی اور برائی بھی۔ خود کو لپیٹے دیئے رکھنے کی عادت البتہ بری روش ہے۔ اس طرح زیادہ کھانے کی عادت بھی انہیں ترک کرنی چاہیئے۔ یہ لوگ مسائل میں خوش نہیں رہ سکتے۔

حوت۔د۔چ:

مزاجاً سرد تر ہوتا ہے اور دہری فطرت کے مالک ہوتے ہیں یعنی ضرورت کے مطابق ہر ماحول میں ڈھل جانے کی صلاحیت رکھتے ہیں لیکن انہیں اپنے پیشے کے انتخاب میں بڑی مشکلات پیش آتی ہیں۔ البتہ بحری شعبہ جات یعنی بحریہ یا مرکنٹائل، قانون، مذہبی امور، روحانیت ادویہ اور میڈیکل فیلڈ یا اشیائے خورد و نوش اور مشروبات وغیرہ کی تجارت ان کے کامیاب پیشے ہو سکتے ہیں۔ اگر شراکت اختیار کریں تو زیادہ فائدے میں رہتے ہیں ان کی تعلیم میں حالات بہت بڑا کردار ادا کرتے ہیں۔ میٹرک کے بعد انہیں اپنی صوابدید اور فیلڈ کے انتخاب کے لئے آزادی دے

www.ksars.org

دینا چاہیئے۔ تعلیمی ترقی کا اصل دور بارہ سال سے شروع ہوتا ہے صحت کے اعتبار سے اگرچہ توانا ہوتے ہیں لیکن اعصابی اور جذباتی کیفیت سے صحت پر بحیثیت مجموعی برے اثرات پڑتے ہیں۔ ویسے متاثرہ اعضائے جسمانی جگر، آنتیں، پاؤں اور غدود ہیں۔ جن کی صحت کا خاص خیال رکھنا چاہیئے۔ ان کی جلد بہت حساس ہوتی ہے اس لئے چست لباس ان کے لئے مناسب نہیں ہوتا۔ انہیں نیلے اور سیاہ لباس نہ پہننا چاہیئے کیونکہ ان سے خون میں زہریلے اثرات پیدا ہو سکتے ہیں۔ زیادہ کھانا ان کی بیماری کا سبب بن سکتا ہے۔ ویسے بالعموم طول العمر ہوتے ہیں۔ یہ لوگ نرم طبع، سمجھدار، جذباتی، زود حس اور بے صبرے ہوتے ہیں۔ ایک دم رو پڑنا یا ہنس دینا ان کی عجیب سی فطرت ہے۔ ان کو بری صحبت سے بچانے کے لئے خصوصی نگہداشت کی ضرورت ہوتی ہے۔ شاہ خرچی سے بھی روکنا بعد کی زندگی کے لئے فائدہ مند ہوگا۔ متفکرانہ ماحول سے بھی انہیں بچا کر رکھنا چاہیئے۔ شرمسار ذہنیت رکھتے ہیں اور رو دھو کر دوسروں سے ہمدردی حاصل کرنے کی عادت رکھتے ہیں اس لئے مناسب تربیت دینی چاہیئے۔

عقرب۔ن۔ی:

ان کا مزاج سرد ہوتا اور جامد فطرت رکھتے ہیں۔ نہایت قوی قوت ارادی رکھتے ہیں اور اپنا مستقبل خود بناتے ہیں باکمال طبیب، بیرسٹر، نفسیات داں اور سیاست دان ثابت ہو سکتے ہیں۔ محکمہ پولیس، انجینئرنگ، بحری ملازمتیں، ادویہ سازی اور مشروبات کی تجارت ان کے لئے بہترین پیشے ہیں۔ بیرونِ ملک میں زیادہ کامیابیاں حاصل کرتے ہیں۔ زندگی کا ۲۷واں اور ۳۶واں سال کے علاوہ ہر ساتواں سال ان کے لئے اہمیت رکھتا ہے۔ کفایت شعار اور زیرک ہوتے ہیں۔ حالات کی ناخوشگواری صحت پر برا اثر ڈالتی ہے۔ اس سے غصہ اور جھنجھلاہٹ پیدا ہوتی ہے تمام گہرے رنگ ان کے لئے غیر موزوں ہوتے ہیں۔ بالخصوص کالے رنگ کے کپڑے وغیرہ انہیں نہ پہننا چاہیئے۔ ساحلی علاقے ان کے مزاج سے مناسبت رکھتے ہیں۔ اپنی جنگجو صلاحیت کا استعمال بچپن اور تعلیمی دور ہی سے شروع کر سکتے ہیں۔ اس لئے مناسب نگرانی کی ضرورت ہے۔ ذہنی فراست رکھتے ہیں اس لئے ان کی تعلیم کی طرف توجہ دینا چاہیئے۔ مخلوط تعلیم سے انہیں دور رکھنا چاہیئے۔ ڈاکٹری اور قانون کی تعلیم ان کے لئے مناسب ہے۔ اگرچہ عقلی طور پر جلد بالغ ہو جاتے ہیں لیکن زندگی کا ساتواں سال اہم ہوتا ہے۔ ان کی تعلیمی زندگی کا آغاز جلد کر دینا چاہیئے۔ یہ شاہین صفت ہونے کے باوجود مغرور اور خود سر ہوتے ہیں۔ تحکمانہ انداز اور غصہ کی کیفیت شدید رکھتے ہیں۔ باریک بین اور سمجھدار ہوتے ہیں۔ بہر حال تربیت مشکل لیکن نہایت ضروری ہے۔ عمر کا نواں اور اٹھارواں سال اہم ہوتا ہے۔ ان میں سب سے بڑی بُرائی حاسدانہ جذبہ ہے جس کی دیکھ بھال ضروری ہے۔

www.ksars.org

میزان۔ت۔ط۔ر:

مزاج گرم تر اور فطرت متحرک ہوتی ہے۔ جاہ طلب نہیں ہوتے لیکن پیشہ کا انتخاب مزاج کے مطابق کر کے پیسہ کماتے بھی خوب ہیں اور خرچ بھی خوب کرتے ہیں۔ ٹیکنیکل اور مکینیکل کام ان کے اُفتادِ طبع کے خلاف ہے ہیں۔ان کا بہتر پیشہ ملازمت لائبریرین، آرٹ ٹیچر، قانونی اور مذہبی امور اور سیلز مین وغیرہ ہو سکتا ہے۔ تجارت اگر کریں تو شراکت کی صورت میں کامیابی ہو سکتی ہے۔ باعتبار صحت یہ لوگ جسیم اور توانا ہوتے ہیں لیکن نہایت صابر و شاکر، متاثر اعضائے جسم آنکھیں، گردہ، مثانہ، خون کا دباؤ اور چک ہوتی ہے۔ نازک مزاج چونکہ حدِ درجہ ہوتے ہیں اس لئے صحت کے معاملہ میں محتاط رویہ اختیار کرنا چاہیئے۔استاد اور معاشرہ سے بہت کچھ سیکھتے ہیں۔ اسکول کی تعلیم میں نمایاں کامیابیوں کے امکانات کم ہوتے ہیں۔ اسکول کی سرگرمیوں میں خوب حصہ لیتے ہیں۔ خصوصی تعلیم کے لئے بیرونِ ملک جانا بھی ان کے لئے مفید ہے۔ بالعموم خوبصورت مترنم آواز اور خوش عادات ہوتے ہیں۔ زود فہم، قابلِ محبت، تنوع پسند، سنجیدہ، مخلص اور فدویانہ عادت کے مالک ہوتے ہیں۔ دوسروں کو ستاتے نہیں نیز ذمہ داریوں سے بچنے کی کوشش کرتے ہیں۔خود اعتمادی کا فقدان ہوتا ہے اور کبھی کبھی خود غرضی کا مظاہرہ بھی کرتے ہیں۔ دوست بنانے کے مشتاق ہوتے ہیں۔ ۲۔ ۱۲۔ ۱۸واں سال ان کے اہم ہو سکتے ہیں۔

سنبلہ۔پ۔ٹ:

مزاج سرد خشک اور دہری فطرت کے مالک ہوتے ہیں۔ علم کے شائقین ہوتے ہیں اس لئے چھوٹی عمر میں اسکول میں داخل کیے جاسکتے ہیں۔ البتہ ایسے حالات بھی خارج از امکان نہیں کہ میٹرک کے بعد تعلیم حاصل نہ کر سکیں۔ پانچواں اور دسواں اور چودھواں سال ان کی تعلیمی زندگی کے لئے اہم سال ہو سکتے ہیں۔ مخلوط تعلیم دلائی جاسکتی ہے۔ ان کے لئے بہتر پیشہ ملازمت ہے یا تجارت میں کپڑوں کی تجارت، پرچون، اشیائے خوردونوش ان کے لئے مفید ہوتی ہے۔ کفایت شعار ہوتے ہیں امور خانہ داری میں نہایت دلچسپی لیتے ہیں۔ میڈیکل لائن میں اچھے فزیشن بن سکتے ہیں لیکن بطور سرجن کامیاب نہیں رہتے۔ بہر حال خوش گفتار، ملنسار، خوش بخت اور ہمدرد ہوتے ہیں۔ اعصابی طور پر حساس ہوتے ہیں۔ نظامِ ہضم اور پھیپھڑوں کے علاوہ آنکھوں کے امراض بھی ہو سکتے ہیں۔ انہیں کھانا کھاتے وقت ریڈیو سننے اور ٹی وی دیکھنے سے روکنا چاہیئے۔ یہ سبزیوں کو پسند نہیں کرتے۔ کافی خوراک پسند کرتے ہیں لیکن اس معاملے میں وہمی بھی بہت ہوتے ہیں۔ انہیں صبح سویرے اٹھنے کا عادی بنانا چاہیئے۔ یہ لوگ زمانہ شناس اور دور بین ہوتے ہیں۔ نفاست پسند اور باتونی ہوتے ہیں۔ خود اعتمادی کا فقدان ہوتا ہے۔ غلط بیانی

www.ksars.org

سے بھی کام لیتے ہیں اور نامعقول وسائل کا سہارا بھی لیتے ہیں۔ ویسے معمولی سی خراش کا اثر لیتے ہیں۔ زندگی میں پانچ، دس اور چودہ سال اہم ہوتے ہیں۔ کچھ نہ کچھ اکٹھے کرتے رہنا اور نت نئے علوم وفنون کو حاصل کرنا ان کا مشغلہ ہوتا ہے۔ فلاحی کاموں میں دلچسپی لینے والے ہوتے ہیں۔ کبھی کبھی شدید ذہنی رحجانات کا شکار ہو جائیں تو حیرت انگیز حرکات بھی ان سے بعید از امکان نہیں ہوتیں، ہم جولیوں کے ساتھ خوش اخلاقی کا مظاہرہ کرتے ہیں۔

www.ksars.org

نام کن حروف پر رکھے جائیں

اسلامی تعلیمات میں اس موضوع پر کچھ نہیں کہا گیا ہے البتہ یہ جفری علوم میں وقت پیدائش معلوم کر کے بعض حروف پر نام رکھنے کو مناسب خیال کیا جاتا ہے اور مختلف حروف سے ذیل کے نقشہ سے معلوم ہو گا چونکہ اس علم میں تمام تر بحث حروف سے کی جاتی ہے اور مختلف حروف سے رکھے جانے والے ناموں کے اثرات بھی مختلف سمجھے جاتے ہیں اس لئے ان کا خیال یہ ہے کہ اگر نام اوقات پیدائش کے مطابق رکھے جائیں تو یہ نومولود کی شخصیت کے عین مطابق ہوتے ہیں اور زندگی کے دشوار گزار مراحل میں انسان کی معاون اور سچے ہمدرد اور مددگار ساتھی کا کردار ادا کرتے ہیں۔

دن کے اوقات

وقت / دن	۶_۷ بجے	۷_۸ بجے	۸_۹ بجے	۹_۱۰ بجے	۱۰_۱۱ بجے	۱۱_۱۲ بجے	۱۲_۱ بجے	۱_۲ بجے	۲_۳ بجے	۳_۴ بجے	۴_۵ بجے	۵_۶ بجے
جمعہ	اب پ دز ط ع رہ	اب ح ذ ق ک ہ	ح ڈ ہ	ت ٹ ج خ ذ ز س ش ص غ	وڈ ج ف ی	اچ غ ل ی	ٹ م	اب ت ر ط ع د	اب خ ق ک ھ	ع ڈ ھ	ث ت ج ح ع س ش ص ظ غ	و ڈ چ ف ی
ہفتہ	ج ٹ ت ش س ز د خ ع ظ	ج د ڈ ف ی	اج ع ل ی	ٹ م	اب ت د ر ط ع ح و	اب ح ش ق ک ء و	ح ڈ ہ	ت ج ح و ذ ز س ش ص ظ غ	ج د ڈ ف ھ ی	اج ع ل ی	ٹ م	ا ب ت د ر ط ع و
اتوار	ٹ م	اب ت د ر ط ع د	ا ب ح ش ی ک ہ	ح ڈ ہ	ث ج خ د ذ س ش ص ظ غ	ج د ڈ ف ی	اج ع ل ی	ٹ م	اب ت د ر ط ع و	اب ح ش ق ک ہ	خ ڈ ہ	ت ج غ د ذ ز س ص ک ظ غ
پیر	ح ڈ ھ	ت ج خ د ذ ر س ش ص ظ غ	ج د ڈ ف و ی	ا ج ع ل ی	ٹ م	اب ت د رط ع و	اپ ٹ خ ذ ک و	ح ڈ د	ٹ ج خ د ذ ز س ش ص ظ غ	ج د ڈ ف ی	ا چ ل ی	ٹ م
منگل	اچ ع ل ی	ٹ م	اب ت د ر ط ع د	اپ ٹ ح ش ق ک ہ	ح د ہ	ٹ ج خ د ذ ز س ش ص ظ ع	ج د ف ی	اچ ع ل ی	ٹ م	اب ت د رظ ع و	اب ٹ ح ش ق ک ہ	ح ڈ ہ
بدھ	ب ح ق ک و	ح د ہ	ٹ ج خ د ذ ز س ش ص ظ ع	چ د ڈ ف ی	ا ج ل ی	ٹ م	اب ت د ر ط ع و	اب ٹ ح ش ق ک ہ	ح د ہ	ث ج خ د ذ ز س ش ص ظ ع	چ د ڈ ف ہ ی	اچ ع ل ی
جمعرات	ج د ذ ف ی	د ح ع ل ی	ٹ م	اب ت د ر ط ع و	اب ح ش	ح ڈ	ٹ ج ح دذ ز س ش ص ظ ع	چ د ڈ ف ی	اچ ع ل ی	ٹ م	اب ت د ر ط ع و	اپ ح ش ق ک و

www.ksars.org

رات کے اوقات

نام شب / وقت	٦-٧ بجے	٧-٨ بجے	٨-٩ بجے	٩-١٠ بجے	١٠-١١ بجے	١١-١٢ بجے	١٢-١ بجے	١-٢ بجے	٢-٣ بجے	٣-٤ بجے	٤-٥ بجے	٥-٦ بجے
شب ہفتہ جمعہ	اچ ع ل ی	ٹ م	اب ت د ر ط ع و	اپ ٹ ح ش ق ک ھ	ع ڈ ہ	ٹ ج ح د ذ ز س ش ص ظ ع ق	چ د ڈ ف ی	اچ ع ل ی	ٹ م	اب ت د ر ط ع و	اب ح ش ق ک ھ	ح ڑ ہ
شب اتوار ہفتہ	اپ ٹ ح ش ق ک ہ	ح ڈ ہ	ث ج ح ن د ذ ز س ش ص ظ	چ د ڈ ف ہ ی	ا ج ع ل ی	ٹ م	اب ت د ر ط ع د	اب ح ش ق ک ہ	ح ڈ ہ	ٹ ج خ د ذ ز س ش ص ظ غ	ج د ڈ ف ھ ی	اج ع ل ی
شب پیر اتوار	ج د ڈ ف ہ ی	اچ ع ل ی	ٹ م	اب ت د ر ط ع	اپ ح ش ق ک ہ	ح ڈ ہ	ث ٹ ج خ د ذ ز س ش ص ظ ع	ج د ڈ ف و ی	ا ج ع ل ی	ٹ م	اب ت د ر ط ع و	اب ٹ ح ک
شب منگل پیر	اب ت د ر ط ع و	اب ح ش ق ک ہ	ح ڈ ہ	ث ج غ د ذ ز س ش ص ظ ع	ج د ڈ ف ہ ی	اچ ع ل ن ی	ٹ م	ا ب ت د ر ط ع و	اب ٹ ح ش ق ک ہ	ح ڈ ہ	ٹ ج خ د ذ ز س ش ص ظ غ	چ د ڈ ف ہ ی
شب بدھ منگل	ٹ ج خ د ذ ز س ش ص ظ ع	ج د ڈ ف ہ ی	اج ع ل ی	ٹ م	اب ت د ر ط ع	اپ ح ش ق ک و	ح ڈ ہ	ٹ ج خ د ذ ز س ش ص ظ ع	ج د ڈ ف ہ ی	اچ ع ل ی	ٹ م	اب ت د ر ط ع د
شب جمعرات بدھ	ٹ م	اب ت د ر ط ع	اب ح ش ق ک ہ	ح ڈ ہ	ٹ ج ح د ذ ز س ش ص ظ ع	ج د ڈ ف و ی	اچ ع ل ی	ٹ م	اب ت د ر ط ع و	اب ح ش ذ ک ہ	ح ڈ ہ	ث ج خ د ذ ز س ش ص ظ غ
شب جمعہ جمعرات	ح ڈ ہ	ٹ ج خ د ذ ز س ش ص ظ ع	ج د ڈ ف ہ ی	اج ع ل ی	ٹ م	اب ت د ر ط ع د	اپ ح ش ق ک ہ	ح ڈ ہ	ٹ ج خ د ذ ز س ش ص ط غ	ج د ڈ ف ہ ی	ا ج ع ل ی	ٹ م

مرکب ناموں میں محتاط رہیئے

ناموں کی فنی خوبی یہ ہے کہ وہ مفید ہوتے ہیں لیکن ہندو پاکستان میں اس کا رواج نہیں ہے یہاں مرکب اور نہایت طویل ناموں کا رواج عام ہے جو ایک بہت بڑا نقص ہے لیکن چونکہ اس سے مفر ممکن نہیں ہے اس لئے ذیل میں مرکب ناموں کے اس نقص کو کسی حد تک کم کرنے سے اس کے مضر اثرات سے بچنے کے لئے وہ حروف دیئے جارہے ہیں جو ایک دوسرے کے ساتھ تصادم رکھتے ہیں تا کہ مرکب نام رکھتے وقت احتیاط کی جا سکے۔

مندرجہ بالا جدول کے پہلے خانہ میں نام کا سر حرف تلاش کیجیئے اور پھر موزوں حروف سے کوئی ایک یا دو حروف لے کر مرکب ناموں کا انتخاب کر لیجیئے۔ لیکن نام کے سر حروف سے متصادم حروف والا کوئی مرکب نام نہ رکھیئے کیونکہ اس طرح دونوں کے درمیان تصادم اور کشاکش کی صورت پیدا ہوتی ہے اور ناموں کی طاقت اس ٹکراؤ سے متاثر ہوتی ہے جس سے شخصیت کے اندر تعمیر و تخریب کا ایک مسلسل عمل جاری رہتا ہے اور ناموں کی افادیت مجروح ہو جاتی ہے۔

www.ksars.org

بایں ہمہ اگر نام کے دو حصے ہوں اور ہر حصہ کا سر حرف یکساں ہو تو اسے اچھا مرکب نام کہا جا سکتا ہے۔ ساتھ ہی ساتھ، عرفیتوں اور کنیتوں نیز تخلص وغیرہ نام میں بھی مندرجہ بالا اصول کو پیشِ نظر رکھنا چاہیئے تا کہ موافقت و مساعدت حاصل ہو سکے۔

لڑکیوں کے نام

علم الحروف کے اعتبار سے م ن اور ہ جو ملفوظی حروف کہلاتے ہیں یعنی اگر ان کی کتابت کی جائے تو لکھنے میں وہ اپنی اولیت اور آخرت کو بر قرار رکھتے ہیں جیسے میم، نون، واؤ۔ چنانچہ ان سے حتی الامکان لڑکیوں کے نام نہیں رکھنا چاہیئے کیونکہ یہ حروف ان کی ازدواجی زندگی پر نہایت ناگوار اثرات ڈالتے ہیں۔

جفری اعتبار سے ج ہ ح ف اور ق کے حروف بھی لڑکیوں کے لئے مناسب نہیں ہیں۔ اس لئے اگر ان سے بھی نام نہ رکھے جائیں تو بہتر ہو گا۔ جبکہ ماہرین علم اعداد نے بھی لڑکیوں کے ناموں کے سلسلہ میں ایسے ناموں کو نامناسب خیال کیا ہے جن کا مجموعی عدد ا۔۵۔۷۔ یا ۹ آتا ہو کیونکہ ان کا خیال بھی یہی ہے کہ یہ اعداد لڑکیوں کی ازدواجی زندگی پر نہایت ناخوشگوار اثرات ڈالتے ہیں۔

بہر کیف مندرجہ بالا سفارشات کو بھی اگر پیشِ نظر رکھا جائے تو بہتر ہو گا۔

تاریخی نام نکالنا

نام حروف سے بنتے ہیں لیکن جب حروف کی عددی قیمت سے سن پیدائش بر آمد ہو جائے تو اسے تاریخی نام کہا جاتا ہے۔ حروف کی عددی قیمت ذیل کے جدول کے مطابق شمار کی جاتی ہے۔

اَبْجَدْ				هَوَّزْ			حَطِّیْ			كَلِمَنْ				سَعْفَصْ				قَرِشَتْ			
ا	ب	ج	د	ه	و	ز	ح	ط	ی	ک	ل	م	ن	س	ع	ف	ص	ق	ر	ش	ت
۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹	۱۰	۲۰	۳۰	۴۰	۵۰	۶۰	۷۰	۸۰	۹۰	۱۰۰	۲۰۰	۳۰۰	۴۰۰

ثَخَذْ			ضَظَغْ		
ث	خ	ذ	ض	ظ	غ
۵۰۰	۶۰۰	۷۰۰	۸۰۰	۹۰۰	۱۰۰۰

اس جدول میں اردو کے جن حروف کا ذکر نہیں ہے ان کے اعداد اس طرح لیے جاتے ہیں۔

www.ksars.org

پ	ٹ	ج	ڈ	ژ	ڑ	گ	ے
۲	۴۰۰	۳	۴	۷	۲۰۰	۲۰	۱۰

اس جدول میں اردو کے جن حروف کا ذکر نہیں ہے۔ان کے اعداد نکالے جاسکتے ہیں مثلاً اگر محمدؐ کے اعداد نکالنا ہوں تو اس طرح نکالیں گے۔

م ح م د

۹۲=۴+۴۰+۸+۴۰

یا عبد المطلب کے اعداد اس طرح نکالیں گے

ع ب د ال م ط ل ب

۱۸۸=۲+۳۰+۹+۴۰+۳۰+۱+۴+۲+۸۰

چنانچہ اسی قاعدے کے تحت کسی بھی نام کے اعداد نکالے جاسکتے ہیں یا اعداد سن کے مطابق نام رکھے جاسکتے ہیں۔البتہ بعض ناموں کے اعداد نکالنے میں کچھ دشواریاں پیش آسکتی ہیں یا صحیح اعداد اس وقت تک نہیں نکالے جاسکتے جب تک مندرجہ ذیل امور کو سامنے رکھانہ جائے۔اس لئے پہلے ان کو ذہن نشین کرلینا چاہیئے۔

۱۔ ناموں میں زیر، زبر، پیش، مدات اور زیر زبر یا الف مقصورہ کے اعداد نہیں لئے جاتے مثلاً عبد الرحمٰن۔اسحٰق۔ مصطفیٰ۔موسیٰ اور عیسیٰ کے ناموں میں جو الف پڑھا جاتا ہے اس کا کوئی عدد شمار نہیں کیا جاتا۔ صرف ان ہی حروف کے اعداد لئے جاتے ہیں۔جو لکھنے میں آتے ہیں۔

۲۔اسی طرح عبد الرحمن۔ عبد السلام۔ عبد الرؤف اور عبد الرحیم کے ناموں میں اگرچہ ا اور ل کے حروف پڑھنے میں نہیں آتے لیکن چونکہ لکھے جاتے ہیں اس لئے ان کے اعداد لئے جاتے ہیں۔

۳۔مندرجہ بالا جدولوں میں ء کا حرف نہیں دیا گیا ہے کیونکہ اس کی ایک قیمت مقرر نہیں کی گئی ہے بلکہ مختلف مواقع کے استعمال پر اس کی عددی قیمت مختلف ہوتی رہتی ہے۔چنانچہ ایسی صورت میں جب ہمزہ ساکن ہو تو اس کی کوئی قیمت نہیں لی جائے گی مثلاً محمود النساء اور احمد ضیاء کے ناموں میں ہمزہ کا عدد نہیں لیا جائے گا۔البتہ جب ہمزہ ی کے طور پر استعمال ہو یعنی ی کی آواز دے تو ہمزہ کے عدد ۱۰ لئے جائیں گے مثلاً رئیس، لئیق وغیرہ یا جب ہمزہ کی

www.ksars.org

آواز کی یا الف کے طور پر استعمال کی جائے مثلاً ضیاء الدین، وغیرہ تو ہمزہ کا عدد لیا جائے گا۔ رؤف میں اگرچہ ہمزہ کا استعمال بطور واؤ کے ہوا ہے مگر یہاں اس کا کوئی عدد نہیں لیا جائے گا۔

۴۔ واؤ عاطفہ کے عدد لئے جاتے ہیں مثلاً قلب وروح یا سحر وشام میں و کے عدد لئے جائیں گے۔

۵۔ تنوین یعنی آ، یا ایا آئیں اگرچہ نون کی آواز نکلتی ہے لیکن چونکہ نون لکھنے میں نہیں آتا اس لئے تنوین کے اعداد نہیں لئے جائیں گے۔

۶۔ تائے طویل یعنی ت کے اعداد تو ۴۰۰ لئے جاتے ہیں لیکن تا کہ ثانیت یعنی ۃ کے عدد صرف ہ لئے جاتے ہیں البتہ شعراء بوقت ضرورت ۃ کے اعداد ۴۰۰ بھی لینے کو روا جانتے ہیں۔

۷۔ یا کے معروف کی صورت میں کہ جب اس پر (ئے) لکھی ہوئی ہو تو ر "وی" شمار ہوں گی اور ۲۰ عدد لئے جائیں گے۔

۸۔ حرف مثلاً اگرچہ بولنے میں دہری آواز دیتا ہے لیکن لکھا ایک ہی مرتبہ جاتا ہے اس لئے صرف ایک ہی حرف کے عدد لئے جائیں گے۔ مثلاً مورخ میں، حرف مشدد ہے لیکن حرف ر کے ۲۰۰ عدد ہی لئے جائیں گے۔

جہاں تک تاریخی نام نکالنے کا تعلق ہے اس کی آسان ترکیب یہی ہو سکتی ہے کہ سن ہجری یا سن عیسوی کو سامنے رکھ کر ایسے نام تلاش کر لئے جائیں جن کی تخمینی اعداد عدد سن کے قریب قریب ہوں۔ ایسے ناموں کے اعداد حاصل کر لئے جائیں اگر حسن اتفاق اور ہاتف غیبی کی اعانت سے نام کے اعداد سن کے اعداد کے مطابق آجائیں تو سبحان اللہ قابلِ مبارکباد ہے لیکن اگر کچھ کمی رہ جائے تو محمد۔ احمد۔ علی۔ حسن۔ حسین۔ یا الحسن۔ الحسین۔ یا فاطمہ ۔زہرا۔ خاتون۔ بیگم وغیرہ کے الفاظ سابقے یا لاحقے کے طور پر لگا کر سن کے اعداد پورے کر لئے جائیں۔ بس یہی تاریخی نام ہو گا۔ اس سلسلہ میں سن ہجری اور سن عیسوی پر مشتمل چند نام مثال کے طور پر درج کئے جا رہے ہیں۔ ممکن ہے کہ بعض گھرانوں کے ذوق کے مطابق ان میں سے کچھ نام موزوں نکل آئیں اور ان کو نام نکالنے کی عرق ریزی نہ کرنی پڑے۔ اگر ایسا ہوا تو مجھے خوشی ہو گی اور میں سمجھوں گا کہ میری محنت کام آگئی۔

www.ksars.org